



مَدَنِي
ظہور احمد بیگم

سک گار

علی حضرت جامع الشریعت والطریق فخر العلماء قدوة الالکین زید العارفین
امام العاشقین مولینا الحاج محمد ذاکر مجوی نقی اللہ مآثر حق تعالیٰ

وہجانب اسرار الدین جز ایک زید اللہ مآثر حق تعالیٰ

اعراض و مقاصد

(۱) اندرونی بیرونی مخلوق سے اسلام کا تحقق تبلیغ و اشاعت اسلام (۲) اصلاح الرسوم
احیاء و اشاعت علم دینیہ۔

قواعد و ضوابط

(۱) سالہ کی عام قیمت دو روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ بذریعہ وی پی پانچ آنہ زیادہ خرچ
ہوتے ہیں جو صاحب پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ رقم بغرض اعانت رسالہ فراہم
کے۔ وہ معاون مقصود ہونگے۔ اسے حضرات کے اسماء گرامی شکریہ کیساتھ
درج رسالہ ہوا کریں گے۔ (۲) غریب و مفلس اشخاص اور طلبہ سیکھے رعایتی قیمت
سالانہ مقرر ہے۔ (۳) ارکان حزب الانصار کے نام رسالہ بالمعاوضہ
بھیجا جاتا ہے چندہ رکیزیت کم از کم ۴ روپیہ یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے۔
(۴) نمونہ کا پرچہ ہر کے ٹکٹ ارسال کرنے پر بھیجا جاتا ہے۔ مفت نہیں بھیجا
جاتا۔ (۵) رسالہ ہر ماہ کی یکم کو بھیرہ سے ڈاک میں ڈالا جاتا ہے۔ محکمہ
ڈاک کی بے غواہیوں اور دیہات کے جھٹی رسالوں کی غفلت کی وجہ سے
اکثر رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں۔ اس لئے جس صاحب کو ہمارے
ہم رسالہ ملے وہ اطلاع دیدیا کریں۔ ورنہ دفتر ذمہ دار نہ ہوگا جو خط و کتابت ارسال
کر

منتہرہ رسالہ شمس السلام بھیرہ پنجاب ہونی چاہیے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

هُوَ الشَّمْسُ قَدْ فَاتَتْ شَمُوسًا مُخِثَةً
وَبَدَّ سَمَاءَ الْعِشِيِّ يَشْرِقُ كَامِلًا (دعوی)

سیرالاسلام جریده ماہانہ

جلد ۳ باب ۱۰ مہتمم ۱۹۳۲ء مطابق جمادی الاول ۱۳۵۱ھ نمبر ۹

نمبر صفحہ	فہرست مضامین	نمبر شمار
۲	مولانا سید غلام جعفر شاہ صاحب خفہ بھکر	۱ تحقیق المسائل (مسئلہ دفع الیدین)
۵	میاں اللہ دین صاحب مندر شعلہ علم	۲ زفاتت غار
۸	بابو حبیب صاحب کاک بھکر بہار نسر	۳ انجیل برنباس اور حیات مسیح
۱۵	مولانا محمد شفیع صاحب خلیفہ مسیحی حاکمین خور	۴ حقیقت ولادت
۱۸	مولانا قاضی فیض احمد صاحب نوشہرہ دی	۵ اجبار موتی
۳۱ و ۳۲	مدیر	۶ لطائف و ظرائف واسلر و نکات
۳۶	"	۷ ضرب الانصار کا قرضہ
۲۷	جناب منظر حسین صاحب ہر القادری	۸ نظم
۳۸	مولوی سید کریم حسین شاہ صاحب دوالیالہ	۹ محبتات
۴۲	مدیر	۱۰ تشکر امتنان و کیفیت کار کردگی
۴۳	"	۱۱ معجزے
۴۵	"	۱۲ استغاثات
۴۶	"	۱۳ متفرقات

تحقیق المسائل مسئلہ رفع یدین

(از مولانا سید غلام جعفر صاحب حنفی باکھری)

چونکہ ہماری اس تحریر کے محرک ایکٹ یہ صاحب ہیں۔ انہوں نے ہم سے احادیث صحاح، دیگرہ دربارہ رفع یدین لکھوانا چاہا۔ جو ہم نے مختصر تحریر لکھ دی ہے۔ اور یقینی بات ہے۔ کہ وہ نہ صحاح ستہ کو مانتے ہیں۔ اور نہ ان کا اس پر اعتقاد ہے۔ صرف ان کی عرض جہلا اور نادانوں کو دام تزدیر میں پھنسانا ہے۔ اس لئے مناسب ہے۔ کہ محض لفظ فی اللہ ان کی خاطر ان کے مذہب کی سب سے اول کتاب صحیح کافی سے ایک حدیث جعفریہ لکھ دی جائے جس میں امام ہمام پیشوا کے خاص و عام بحق ناظر امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے: لا ذخان اپنے خاص یا ان کے لئے ہیں۔ فرماتے ہیں: ”چھوڑ دو رفع یدین اپنی نمازوں میں سوائے تکبیر اور اُن کے جبکہ شروع کیجاتی ہے نماز حضرت صاحب کی اصل عبارت یہ ہے: - وقال ابو عبد الله عليه السلام دعوا رفع یدینکم فی الصلاة الا مرة واحدة حين تفتح الصلاة فان الناس قد شغلهم وكم بذالك والله المستعان من حينئذ فروع کافی کلینی جلد ثالث کتاب الرضی ص ۲ مطبوعہ نو لکھنوی اگرچہ ترتیب اور تفعیل اور تحسین کرنے سے کتب شیعہ کی بہت سی روایات ائمہ مل سکتی ہیں۔ مگر فائدہ کیا۔ لانسلم اور ضدیت ان کا عجیب ہتھیار ہے۔ سننے شیعہ کی صحیح کتاب استبصار باب رفع الیدین مسائل نماز جنازہ میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام محمد جعفر صادق علیہ السلام سے دو صحیح حدیثیں لکھی ہیں۔ کہ امام المشرق والمغرب مظهر العجايب والعزائب

علی ابن ابی طالب سوائے تکبیر ادا کئے کہیں رفع یدین ہرگز نہیں فرماتے تھے۔ اگر انصاف ہو تو بات ختم تھی۔ جب ہمارا ادا دی ہمارا مرشد ہمارا پیشوا علی مشکک شافری رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ تو ہم کیوں کریں۔ مگر مشہور ہے۔ ملائین باشد کہ خبیب کنان مصنف صحیح استنبصا مجتہد بزرگوار اپنی عادت سے رو نہ سکے۔ اور صحیح حدیثوں کے تحت میں بطور شرح لکھ دیا۔ کہ ان دو حدیثوں سے رفع یدین کا صرف جائزہ ہونا۔ اور رفع یدین کا وجوب اٹھ جانا (یعنی واجب نہ ہونا) معلوم ہوتا ہے۔ اگرچہ بہتر رفع یدین کرنا ہے۔ جو پہلی روایات میں ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ یہ دونوں حدیثیں بطور تقیہ وارد ہوئی ہوں۔ کیونکہ رفع یدین نہ سب سے اکثر لوگوں کا عوام سے من عینہ اسل شل منہ فیصلہ جیسے یہ ہے۔ عن جعفر عن ابیہ علیہما السلام قال کان امیر المؤمنین علیہ السلام یرفع یدہ فی اول التکبیر علی الجنازۃ ثم لا یعود حتی ینصرف۔ عن ابی عبد اللہ عن ابیہ عن علی علیہ السلام انہ کان لا یرفع یدہ فی الجنازۃ الا مرۃ یعنی فی التکبیر فالوجه فی ہاتین الروایتین ضرب من الجواز و رفع الوجوب وان کان الا فضل ما تضمنتہ الروایات الا ولہ ویکن ان یکون اور دامور رد التقیۃ لان ذلک من کثیر من العامة من عینہ استنبصا فیما اختلف من الاخبار باب رفع الیدین فی کل تکبیر جلد اول جزء اول ص ۲۷ مطبوعہ جعفریہ لکھنؤ۔ اب اس پر کسی حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔ اور نہ تکبیر تقاطعی کی حاجت نہیں۔ ناظرین کرام وقارین عظام اپنے اندر کو حاضر ناظر کر کے انصاف خیال اور صاف فرامیں۔ کہ مجتہد صاحب نے کس طرح صحیح حدیثوں کو صحیح تسلیم کیا۔ یہاں تک کہ قوی ضعیف کا نام تک نہیں لیا۔ آپ یہ ان ہوں گے یہ کہ شعبہ مجتہد ہو کر اس نے کیوں صحیح تسلیم کر لیا۔ اور کچھ گروہ تک نہیں کیا۔ مگر یاد رکھئے۔ الحق یجولوا ولا یعطوا وکلمۃ اللہ ہی العلیا۔

عہد شود سبب خیر گر خدا خواہد

مجتہد شیعہ نے کسی خوشی سے نہیں مانا۔ ان کو کوئی نہ ہستہ نہیں ملا۔ کہ اصل

احادیث کا انکار کرتے ہوئے اُ بادلِ ناخواستہ صحیح کو صحیح لکھ دیا۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:۔

وقتِ ضرورت جو نامہ گیر دست بگیرد شمشیر تیز
مگر پھر بھی اپنا حق شیعہ ادا کر دیا۔ از خود لکھ دیا کہ رفیع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں
جانتے ہیں لیکن پھر بھی کرنا افضل ہے۔ پوچھتا کوئی نہیں کہ جب انا مَدِ دینۃ العلم
وَعَلٰی بَابِہَا نَہِیْن سُرَتے تھے۔ تو ان کی اتباع میں نہ کرنا افضل ہو یا آج تنساب
کی مخالفت میں رفیع یدین کرنا۔

اُد کہ اخیر پر مجتہد صاحب نے جاتے چود کی پگڑی سمجھتے ہوئے یہ بھی لکھ دیا
کہ ممکن ہے یہ نہ کرنے والی حدیثیں بطور تقیہ وارد ہوئی ہوں یعنی لافقی الا
علیٰ لا سیف الا ذوالحقا (فروع کافی کتاب الروضۃ جلد ۳ ص ۲۵۷) نے تقیہ
رفیع یدین نہ کیا ہو یا سرے سے ہی مولانا امام جعفر یا سیدنا امام محمد باقر نے ڈرتے
ہوئے یہ حدیثیں بناوٹ اور وضع کر لیں۔ مگر یہ بھی یقیناً نہیں کہا۔ بلکہ شکا کہا کہ شاید
ایسا ہو۔ ان اظن لا یعنی عن الحق شیئاً اس سے زیادہ وہ شیعہ بجائیوں کی مدد نہیں
کر سکتے تھے۔ سچی بات ہے کہ مجتہد صاحب اپنے شیعوں سے ڈر گئے۔ اور ان سے
نقیہ کر لیا۔ اگر اتنا بھی نہ لکھتے۔ تو خدا معلوم شیعہ لوگ استبصار کو بجائے صحیح ماننے
کے سامنے خوار سمجھتے۔ عر آفریں باد برس برہمت مردانہ تو

اللہم بحق محمد و آل محمد ہم سب کو اتباعِ تقلید کی توفیق رفیق
عطا فرما۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم
غیر المصنوب علیہم ولا الضالین۔ آمین
(سید غلام جعفر شاہ بخاری الحنفی ابا کھری)

مرزا نیت کی موت :- بصرہ میں مورخہ ۶ ستمبر ۱۳۲۶ء میرزا میوں سے مناظرہ ہوا جس میں
مرزا میوں کو عظیم الشان شکست ہوئی مفصل حال اشاعت آئندہ میں درج ہوگا۔ (مدیر)

رفاقت غار

ایک شیعہ کا یہودہ اعتراض

(از میاں اللہ دین صاحب منڈاہر ضلع جہلم)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عداوت نے شیعوں کے عقل و دانش پر پردہ ڈال رکھا ہے۔ ان کی نظر میں صحابہ کا یہ فعل قابل اعتراض ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رفاقت غار ایک ایسا تاریخی واقعہ ہے جس سے انکار ان کے لئے ناممکن تھا۔ قرآن مجید نے جس عنفانی سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی معیت کا ذکر کیا ہے۔ اس نے منافض کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ اس پر بھی ذریت ابن سبأ نے قرآن رسول لا تقزن کی آڑ لیکر اعتراض کرنا چاہا۔ مگر ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ جس طرح کے اعتراضات صحابہ کرام پر کئے جاتے ہیں۔

ایسے ہی اعتراض انبیاء کرام علیہم السلام پر بھی حسب اصول شیعہ ہو سکتے ہیں۔ جن الفاظ کی آڑ لیکر صحابہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہی الفاظ قرآن مجید میں انبیاء کے لئے بھی استعمال ہوئے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ شیعہ انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے قائل نہیں ہیں ورنہ ایسے پھر اور بوجہ استدلال سے کام نہ لیتے۔

حال ہی میں ایک شیعہ نے ایک تحریر شائع کی ہے جس میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس پر ناجائز حملوں کے بعد حسب ذیل اعتراض کیا ہے:

قد اذنت لعلی فرماتا ہے: من اتبع ہدای فلا خوف علیہم ولا هم یحزنون (جس نے ہدایت کی پیروی کی پس نہ ان پر کوئی خوف اور نہ وہ غمگین ہوں گے) اور ابو بکر کو غم تھا۔ کیونکہ فاروق میں نبی ڈالنے میں۔ لا تقزن غمگین نہ ہو) لہذا موافق اوست نہ کہ یہ منافق ٹھہرے۔

انہوں نے تصدیقات ان کو اندھا کر دیتا ہے۔ عداوت قرآن نے اعدائے قرآن کو راویان قرآن پر جورج کر کے پر مجبور کیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ حسب اصول شیعہ کسی صحابی کی نہی اور کسی مؤمن کا ایمان ثابت نہیں ہو سکتا۔ اور شیعوں کی دشمنی جمیع انبیاء و صحابہ اور مؤمنین سے ظاہر ہو گئی۔ وکلا ہم یحزنون کا جو ترجمہ شیعہ صاحب نے کیا ہے۔ اس کے مطابق اولین و آخرین شیعہ مناق و کافر ثابت ہوتے ہیں۔ شیعہ کے نزدیک غمگین ہونا۔ غم کی صورت بنانا۔ رونا۔ پٹینا چلانا ہائے وائے کرنا۔ چیخنا اور بے صبری کرنا عین عبادت ہے۔ پس بموجب اس شعی تحریک کے تمام شیعہ ایمان سے خارج ہیں۔ اور شاید یہ آیت صرف شیعوں کی علامت نفاق ظاہر کرنے کے لئے ہی نازل ہوئی ہو۔

در اصل خاندن خورشید و دشمنوں کے قدموں کی آہٹ سن کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حزن دامگیر ہونا عین ایمان تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نے انہیں بے قرار کر دیا۔ انہیں اپنا فکر نہ تھا۔ سید الاولین و آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے مبتلائے مصائب ہونے کا اندیشہ ان کے کمال ایمان و ولایت کرتا ہے۔ کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دشمنوں کی آمد پر خوش ہوتے۔ (استغفر اللہ) بقاضائے بشریت ایسے حزن کا لاقی ہونا ضروری تھا۔ اور انبیائے کرام کو بھی ایسے مواقع پیش آئے۔ اور انہیں حزن اور غم بھی لاقی ہوا۔ جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کے متعلق قرآن میں ارشاد ہے: **وَابْيَضَّتْ عَيْنَاكَ مِنَ الْحُزْنِ** ان کی دونوں آنکھیں حزن کی وجہ سے سفید ہو گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے عصا کو آزدہ کی شکل میں تبدیل ہوتے دیکھ کر خوفزدہ ہو گئے۔ ارشاد ہوا۔ **لَا تَخَفْ خَوْفَ نَارٍ** کہ سید الانبیاء محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوتا ہے۔ **وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ** ولا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ (صبر کرو۔ اور انہیں صبر کر کے گھر ساتھ اللہ کے۔ اور نہ غم کرو ان پر) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ الہی میں عرض کی۔ کہ اے رب مجھے کیفیت احیاء موقوت دکھلا۔ حکم ہوا۔ کیا تو ایمان نہیں لایا۔ عرض کیا۔

بَلَىٰ وَآيُنَا لِبَطْنِ قَلْبِي - ہاں مگر میں چاہتا ہوں کہ میرا قلب مطمئن ہو جائے۔
کیا شیعہ صاحب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خزن کی بنا پر خارج از
ایمان ثابت کر کے حضرت یعقوب علیہ السلام کے تمام عمر کے خزن - موسیٰ علیہ السلام
کے خوف اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی خطاب کا تحزن علیہم
ہونے پر کیا فتوے صادر کرینگے - غالباً ان کے نزدیک تمام انبیاء معاذ اللہ
کافر و منافق ہوں گے - صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خزن چند لمحہ کے لئے تھا -
اور اپنی ذات کے لئے نہ تھا - پھر خداوند کریم نے ان پر سکینہ نازل فرمایا -
اپنے فیق غار کو تسلی دینے کے لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کا تحزن
فرمایا - اور اپنی معیت کی خوشخبری دی - ان اللہ معنا خدا ہمارے ساتھ ہے
اس جگہ جمع متکلم کا صیغہ فرمایا - جس سے یہ ظاہر مقصود تھا کہ جو معیت رسول خدا
صلعم کو خدا سے حاصل ہے - اسی معیت میں صدیق اکبر کی بھی شامل ہیں -
اللہ اللہ کس قدر اس آیت سے جلالت و شان صدیقی کا اظہار ہوتا ہے

گر نہ بیند بر د ز شیرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

مگر دوسری جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند کریم نے کا تحزن کہا
کیا اسے بھی شیعہ ڈانٹنا کہیں گے - موسیٰ جی جلیل القدر پیغمبر بقا ضلے بشریت
الہی نشان دیکھ کر گھبرا گئے - اور اژدہا دیکھ کر ایسے خوفزدہ ہوئے - کہ خداوند کریم
نے کا تحف کا ارشاد فرمایا - پس ان واقعات کا مقابلہ واقعہ غار سے کر کے

بیند پر د متصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

کیا کوئی انصاف پسند شخص صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر کسی قسم کا اعتراض کرتا
ہے - ہرگز نہیں - وہی لوگ معترض ہوں گے جن کے دلوں پر عداوت و تعصب
کی مہر لگ چکی ہوگی - ادشاک کا لا تعام بل ہم ضل

(میاں سہین از منڈا ہر ضلع بہلم)

انجیل برنباس اور عجائبات مسیح

اقوال مرزا صاحب قادیانی (۱) کتاب سرچشمہ آریہ کے صفحہ ۱۸۳ و ۸۶ میں ہے۔ انجیل برنباس میں صریح نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

جو نبی ہے۔ درج ہے۔ جس طرح نوکروں کے آنے اور بیٹے کے آنے سے مراد وہ نبی تھے جو تھافوقاً آئے گئے۔ اسی طرح اس انجیل میں مالک باد کے آنے سے بھی مراد ایک بڑا نبی ہے جو نوکروں سمیٹوں سے بڑھ کر ہے۔ جس پر تیسرا درجہ قریب کا ختم ہوتا ہے۔ وہ کون ہے؟ وہی ہی ہے۔ جس کا اسی انجیل متی میں فارقلیط کے لفظ سے وعدہ دیا گیا ہے۔ اور ہمیں کائنات اور صریح نام محمد رسول اللہ انجیل برنباس میں موجود ہے۔ (۲) کتاب کشف الغطا کے صفحہ ۷۷ کے حاشیے پر ہے۔

”برنباس کی انجیل میں جس کو میں نے پچم خود دیکھا ہے حضرت عیسیٰؑ کے صلیب پر قوت ہونے سے انکار کیا گیا ہے“ (۳) کتاب مسیح ہندوستان میں صفحہ ۱۹ و ۱۸ میں ہے۔

”برنباس کی انجیل میں جو غالباً لندن کے کتب خانہ میں بھی ہوگی یہ بھی لکھا ہے۔ کہ مسیح مصلوب نہیں ہوا۔ اور نہ صلیب پر جان دی۔“ (۴) کتاب تریاق القلوب کے صفحہ ۵۰ پر ہے۔

”انجیل برنباس میں حضرت مسیح علیہ السلام کے سولی لٹنے سے انکار کیا گیا ہے۔“

(۵) کتاب چشمہ سحی کے صفحہ ۳۶ پر جناب مرزا صاحب لکھتے ہیں:۔
”اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ (یعنی عیسائی) دلی اطمینان سے نہ کسی کتاب کو جعلی کہہ سکتے ہیں۔ نہ اصلی ٹھہرا سکتے ہیں۔ اپنی اپنی رائیں ہیں۔ اور سخت تعصب کی وجہ سے وہ انجیلیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں۔ ان کو یہ لوگ جعلی

قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ برنباؤس کی انجیل جس میں نبی آخرا زمان صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیشگوئی ہے۔ وہ اسی وجہ سے جعلی قرار دی گئی ہے۔ کہ اس میں کھلے کھلے طور پر آنحضرتؐ کی پیشگوئی موجود ہے۔ چنانچہ سبیل صاحب نے اپنی تفسیر میں اس قصہ کو بھی لکھا ہے۔ کہ ایک عیسائی راہب اسی انجیل کو دیکھ کر مسلمان ہو گیا تھا۔ غرض یہ بات خوب یاد رکھنی چاہئے۔ کہ یہ لوگ (یعنی عیسائی) جس کتاب کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ جعلی ہے یا جھوٹا ہے۔ ایسی باتیں صرف دو خیال سے ہوتی ہیں۔ (۱) ایک یہ کہ وہ قصہ یا کتاب اناجیل کے مروجہ کے مخالف ہوتی ہے۔ (۲) دوسری یہ کہ وہ قصہ یا وہ کتاب قرآن شریف سے کسی قدر مطابق ہوتی ہے۔

۱ قول: جناب مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں ”انجیل برنباؤس“ کا ذکر غیر تو کیا ہے۔ مگر جناب نے کھو لکر یہ نہیں بتایا۔ کہ اس انجیل میں کیا لکھا ہے۔ صرف اس فقرے پر ہی کفایت کی ہے۔ کہ انجیل برنباؤس میں حضرت مسیح علیہ السلام کے سولی سے انکار کیا ہے۔ (ترباق القلوب ص ۵) اب میں ذیل میں ”انجیل برنباؤس“ کے اردو ترجمے (مطبوعہ ۱۹۱۶ء) حمید یہ سیٹم پریس لاہور) سے کچھ اقتباسات درج کرتا ہوں۔

فصل ۲۱۵

(۱) اور جبکہ سپاہی یہودا کے ساتھ اس جگہ کے نزدیک پہنچے۔ جس میں یسوع تھا۔ یسوع نے ایک بھاری جماعت کا نزدیک آنا سنا (۲) تب اس لئے وہ ڈر کر گھر میں چلا گیا۔ (۳) اور گیارہوں شاگرد سو رہے تھے (۴) پس جب کہ اللہ نے اپنے بندہ کو خطرہ میں دیکھا۔ اپنے سیفوں جبریل اور میکائیل رفائیل اور ادیل کو حکم دیا کہ یسوع کو دنیا سے لے لیں۔ (۵) تب پاک فرشتے آئے۔ اور یسوع کو دکن کی طرف دکھائی دینے والی کھڑکی سے لے لیا (۶) پس وہ اس کو اٹھائے گئے۔ اور تیسرے آسمان میں ان فرشتوں کی

صحبت میں رکھ دیا۔ جو کہ ابد تک اللہ کی تسبیح کرتے رہیں گے۔

فصل ۲۱۶۔

(۱) اور یہود ا زور کے ساتھ اس کمرہ میں داخل ہوا۔ جس میں سے یسوع اٹھا لیا گیا تھا (۲) اور شاگرد سب کے سب سو رہے تھے۔ (۳) تب عجیب اللہ نے ایک عجیب کام کیا۔ (۴) پس یہود ابولی اور چہرے میں بدل کر یسوع کے مشابہ ہو گا۔ یہاں تک کہ ہم لوگوں نے اعتقاد کیا۔ کہ وہی یسوع ہے۔ (۵) لیکن اس نے ہم کو جگانے کے بعد تلاش کرنا شروع کیا تھا۔ تاکہ دیکھے معلم کہاں ہے۔ (۶) اس لئے ہم نے تعجب کیا۔ اور جواب میں کہا اے سیدا تو ہی تو ہمارا معلم ہے۔ (۷) پس تو اب ہم کو بھول گیا۔ (۸) مگر یہود نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کیا تم احق ہو کہ یہود اسخریوطی کو نہیں پہچانتے۔ (۹) اور اسی اعتبار میں کہ وہ یہ بات کہہ رہا تھا۔ سپاہی داخل ہوئے اور انہوں نے اپنے ہاتھ یہود پر ڈال دیئے۔ اس لئے کہ یہود اسرا یک وجہ سے یسوع کے مشابہ تھا۔ (۱۰) لیکن ہم لوگوں نے جب یہود کی بات سنی۔ اور سپاہیوں کا گردہ دیکھا۔ تب ہم دیوانوں کی طرح بھاگ نکلے (۱۱) اور یوحنا برکہ کتان کے لحاف میں لیٹا ہوا تھا۔ جاگ اٹھا اور بھاگا۔ (۱۲) اور جب ایک سپاہی نے اسے کتان کے لحاف کے ساتھ پکڑ لیا۔ تو وہ کتان کا لحاف پھوڑ کر نکھ بھاگ نکلا۔ اس لئے کہ اللہ نے یسوع کی دعا سن لی اور گیارہ شاگردوں کو آفت سے بچا دیا۔ (ص ۲۹)

فصل ۲۱۷۔

”جب کہ جنوں کے سفاروں نے معہ کاتبوں اور فرسیوں کے دیکھا۔ کہ یہود اتنا زبانون کی ضرب سے نہیں مرا اور جبکہ وہ اس سے ڈرتے تھے کہ۔ بیلاطس یہود کو رہا کر دینا۔ انہوں نے حاکم کر دہیوں کا ایک انعام دیا۔ اور حاکم نے وہ انعام لیکر یہود کو کاتبوں اور فرسیوں کے حوالہ کر دیا۔ گویا

کہ وہ مجرم ہے۔ جو موت کا مستحق ہے۔ (۷۸) انہوں نے یہود کے ساتھ ہی دو چوروں پر صلیب دیئے جانے کا حکم لگایا۔ (۷۹) تب وہ لوگ یہود کو جھجھہ پہاڑ پر لے گئے۔ جہاں کہ مجرموں کو پھانسی دینے کی انہیں عادت تھی۔ اور وہاں اس کو ننگا کر کے صلیب پر لٹکایا۔ اس کی تحقیق میں مبالغہ کرنے کے لئے۔ (۸۰) اور یہود اس نے کچھ نہیں کیا۔ سوا اس چنچ کے کہ اے اللہ تو نے مجھ کو کیوں چھوڑ دیا۔ اس لئے کہ مجرم تو بچ گیا۔ اور میں ظلم سے مر رہا ہوں۔ (۸۱) میں سچ کہتا ہوں۔ کہ یہود کی آواز اور اس کا چہرہ اور اس کی صورت یسوع سے ستابہ ہونے میں اس حد تک پہنچ گئی تھی۔ کہ یسوع کے سب شاگردوں اور اس پر ایمان والوں نے اس کو یسوع ہی سمجھا۔ (ص ۳۲)

فصل ۲۱۹ -

(۵) اور وہ فرشتے جو کہ مریم پر محافظ تھے۔ تیسرے آسمان کی طرف چڑھ گئے۔ جہاں کہ یسوع فرشتوں کی ہمراہی میں تھا۔ اور اس سے سب باتیں بیان کیں۔

(۶) لہذا یسوع نے اللہ سے منت کی۔ کہ وہ اس کو اجازت دے۔ کہ یہ اپنی ماں اور اپنے شاگردوں کو دیکھ آئے۔

(۷) تب اس وقت رحمن نے: چنے چاروں نزدیک فرشتوں کو جو کہ جبرائیل اور میخائیل اور رافائیل اور ازیل ہیں۔ حکم دیا کہ یہ یسوع کو اس کی ماں کے گھر اٹھا کر لے جائیں۔

(۸) اور یہ کہ متواتر تین دن کی رستہ تک وہاں اس کی نگہ بانی کریں۔

(۹) اور سوا ان لوگوں کے جو یسوع کی تعلیم پر ایمان لائے ہیں۔ اور کسی کو اس سے نہ دیکھنے دیں۔

(۱۰) پس یسوع روشنی سے گھبرا ہوا اس کمرہ میں آیا۔ جس کے اندر

کنواری مریم محدہ اپنی دو بہنوں اور مرثا اور مریم مجدیہ اور عاذرہ اور اس لکھنے والے (یعنی برناباس) اور یوحنا اور یعقوب اور بطرس کے مقیم تھی۔

(۱۱) تب یہ سب خوف سے بیہوش ہو کر گر پڑے۔ گویا کہ وہ مردے ہیں۔

(۱۲) پس یسوع نے اپنی ماں کو اور دوسروں کو یہ کہتے ہوئے زمین سے اٹھایا

”تم نہ ڈرو اس لئے کہ میں ہی یسوع ہوں۔ اور نہ روؤ۔ کیونکہ میں زندہ ہوں۔ نہ کہ

مرد“ (۱۳) تب ان میں سے ہر ایک دیر تک یسوع کے آنے کی وجہ

سے دیوانہ سا رہا (۱۴) اس لئے کہ انہوں نے پورا پورا اعتقاد کر لیا

تھا۔ کہ یسوع مر گیا ہے (۱۵) پس اس وقت کنواری مریم نے روتے ہوئے

کہا: ”اے میرے بیٹے تو مجھ کو بتا کہ اللہ نے تیری موت کو تیرے قریب

مندان اور دوستوں پر بدنامی کا دھبہ رکھ کر اور تیری تعلیم کو داغدار کر کے

کیوں گوارا کیا؟ حالیکہ خدا نے تجھ کو مردوں کے زندہ کر دینے پر قوت دی

تھی۔ (۱۶) پس تحقیق ہر ایک جو کہ تجھ سے محبت رکھتا تھا۔ وہ مثل مردہ کے

تھا۔“ (ص ۵۷)

فصل ۲۲۰۔

(۱) یسوع نے اپنی ماں سے گلے مل کر حجاب دیا۔ ”اے میری ماں! تو مجھے

سچا ماں۔ کیونکہ میں تجھ سے سچائی کے ساتھ کہتا ہوں۔ کہ میں ہرگز نہیں مرا

ہوں“ (۲) اس لئے کہ اللہ نے مجھ کو دنیا کے خاتمہ کے قریب تک محفوظ

رکھا ہے۔ (۳) اور جبکہ یہ کہا۔ چاروں فرشتوں سے خواہش کی۔ کہ وہ

ظاہر ہوں۔ اور شہادت دیں۔ کہ بات کیونکر تھی؟

(۴) تب وہ بھی فرشتے چار چمکتے ہوئے سورجوں کی مانند ظاہر ہوئے

یہاں تک کہ ہر ایک دوبارہ گھبراہٹ سے بیہوش گر پڑا۔ گویا کہ وہ مردہ ہے

(۵) پس اس وقت یسوع نے فرشتوں کو چار چادریں کمان کی دیں۔ تاکہ وہ

ان سے اپنے تئیں ڈھانپ لیں۔ کہ اس کی ماں اور اس کے رفیق انہیں دیکھ

نہ سکیں۔ اور صرف ان کو باتیں کرتے سننے پر قادر ہوں۔ (۶) اور اس کے بعد کہ ان لوگوں میں سے ہر ایک اٹھایا انہیں یہ کہتے ہوئے تسلی دی کہ ”یہ فرشتے اچھے ہیں۔ اللہ کے (۷) جبریل جو کہ اللہ کے عہدیدوں کا اعلان کرتا ہے۔ اور میخائیل جو کہ اللہ کے دشمنوں سے لڑتا ہے (۹) اور رافائیل مرنے والوں کی روحیں نکالتا ہے۔ (۱۰) اور اوریل جو کہ روزِ اخیر (میتوں) میں لوگوں کو اللہ کی عدالت کی طرف بلائیگا۔ (۱۱) پھر چاروں فرشتوں نے کنواری سے بیان کیا کہ کیونکر اللہ نے یسوع کی جانب فرشتے بھیجے۔ اور یہود کی (صورت) کو بدل دیا۔ تاکہ وہ اس غائب کو بھگتے جس کے لئے اس نے دوسرے کو بھیجا تھا۔

(۱۲) اس وقت اس کھنے والے (یعنی برناباس حواری) نے کہا: ”اے معلم کیل مجھے جائز ہے کہ تجھ سے اس وقت بھی اسی طرح سوال کروں۔ جیسے کہ اس وقت جائز تھا۔ جبکہ تو ہمارے ساتھ مقیم تھا۔“ (۱۳) یسوع نے جواب دیا: ”برناباس تو جو چاہے دریافت کر میں تجھ کو جواب دوں گا۔“ (۱۴) پس اس وقت اس کھنے والے (یعنی بناباس حواری) نے کہا: ”اے معلم اگر اللہ رحیم ہے۔ تو اس نے ہم کو یہ خیال کرنے والا بنا کر اس قدر تکلیف کیوں دی؟ کہ تو مردہ تھا؟“

(۱۵) تحقیق تیری ماں تجھ کو اس قدر روئی۔ کہ (ص ۳) مرنے کے قریب پہنچ گئی۔ (۱۶) اور اللہ نے یہ ردوار کھا کہ تجھ پر عجیبہ پہاڑ پر چوروں کے مابین قتل ہونے کا رحیمہ لگے۔ حالانکہ تو اللہ کا بندہ کس ہے۔“

(۱۷) یسوع نے جواب میں کہا: ”اے برناباس تو مجھ کو سچا مان۔ کہ اللہ ہر خطا پر خواہ کتنی ہی کیوں نہ ہو۔ بڑی سزا دیا کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ گناہ سے غضبناک ہوتا ہے۔ (۱۸) پس اس لئے جب کہ میرے کمال اور میرے ان وفادار شاگردوں نے جو کہ میرے ساتھ تھے۔ حج سے دنیاوی محبت کی۔

نیک کردار خدا نے اس محبت پر موجودہ رنج کے ساتھ سزا دینے کا ارادہ کیا۔ تاکہ اس پر دوزخ کی آگ کے ساتھ سزا دہی نہ کی جائے۔ پس جبکہ آدمیوں نے مجھ کو اللہ اور اللہ کا بیٹا کہا تھا۔ مگر یہ کہ میں خود دنیا میں بے گناہ تھا۔ اس نے اللہ نے ارادہ کیا اس دنیا میں آدمی یہود کی موت سے مجھ سے ٹھٹھا کریں۔ یہ خیال کر کے کہ وہ میں ہی ہوں۔ جو کہ صلیب پر مرا ہوں۔ تاکہ قیامت کے دن میں شیطان مجھ سے ٹھٹھا نہ کریں۔ (۲۰) اور یہ بدنامی اس وقت تک باقی رہے گی۔ جب کہ محمد رسول اللہ آئیگا۔ جو کہ آتے ہی اس فریب کو ان لوگوں پر کھول دے گا۔ جو کہ اللہ کی شریعت پر ایمان لائیں گے۔ (صلۃ)

فصل ۲۲۱۔

(۲۴) پھر یسوع کو چاروں فرشتے ان لوگوں کی آنکھوں کے سامنے آسمان کی طرف اٹھا لے گئے۔ (۳-۵)
نوٹ:- جو کچھ کتاب انجیل برنباس سے اوپر لکھا گیا ہے۔ اس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ:-

(۱) یہود اسکر یوٹی حضرت مسیح کا ہم شکل بنا یا گیا۔ اور صلیب پر مارا گیا۔

(۲) حضرت عیسیٰ مسیح ابن مریم کو اللہ نے آسمان پر اٹھا لیا۔
(۳) حضرت مسیح نے صریح انفاظ میں کہا۔ کہ محمد رسول اللہ آئے گا اور لوگوں کو مسیح کے بارے میں غلطیوں سے نکالے گا۔

چنانچہ جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے احمدی امیر جماعت احمدیہ لاہور اپنی کتاب ”احمد مجتبیٰ“ کے صفحہ پر لکھتے ہیں :-
”اسی انجیل برنباس میں مسیح کے زندہ آسمان پر جلنے کا قصہ

بھی موجود ہے۔“

حقیقت ولایت

(از مولینا محمد شفیع صاحب خطیب مسجد جامع خوشاب)

ولایت ایک خاص قرب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ چنانچہ ارشاد باری ہے:-

(۱) فَهَنُّ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ جَبَلٍ لُوَيْدٍ ﴿۱﴾ ہم (یعنی اللہ تعالیٰ) بندے کی شہرگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے۔

(۲) وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ ﴿۲﴾ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ جہاں رہو۔ اور اسی خاص تعلق کی طرف اشارہ ہے۔ اس آیت میں۔
وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿۳﴾ اور سجدہ کر اور نزدیک کی اس کی تلاش کر۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے:-

لَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالْإِذْنِ حَتَّىٰ أَجِيبَهُ ﴿۱﴾ یعنی بندہ کثرت نوافل کے اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا رہتا ہے۔ خدا کا پیارا بن جاتا ہے۔ اور اس قرب کا علم عقل اور احساس سے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ علم محبوب سے ہوتا ہے۔ چنانچہ ”ولی را دلی می شناسد“ مشہور مقولہ ہے۔ ہاں البتہ صاحب قرب کے تقویٰ سے قیاس کیا جاسکتا ہے۔

إِن كَرِهْتُمْ خُذْ إِلَيْنَا الْأَقْرَبَ ﴿۱﴾ تم میں سے زیادہ پرہیزگار تم سب سے اللہ کے نزدیک زیادہ مغز ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے:-

لَا يَوْمَنُ أَحَدٌ حَتَّىٰ يَكُونَ هَوَاهُ سَعًا مَا جُتِبَ بِهِ۔ یعنی جب تک انسان اپنی خواہشات کو تابع شریعت کے نہ کرے۔ ایمان کامل سے محروم ہے۔ اور ایمان کامل ولایت سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

نیز صحیحین میں ہے:-

ثَلَاثَ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بَيْنَ حَلَاوَةِ
لِلْإِيمَانِ مَنْ كَانَ اللَّهُ وَرَسُولَهُ أَحَبَّ
إِلَيْهِ مِنْ سَائِرِ مَا سَوَّاهَا مِنْ أَحَبَّ عَبْدًا لَا
يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَمَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَعُوذَ فِي الْكُفْرِ
بَعْدَ أَنْ اتَّقَى اللَّهَ حَتَّى كَمَا يَكْرَهُ أَنْ
تَلْقَى فِي النَّارِ -

جس شخص میں تین چیزیں ہیں۔ اس نے مزہ ایمان
چکھا۔ اول خدا اور رسول کو اس سے زیادہ محبوب
جائے۔ دوسرا دوستی اللہ والوں کی اللہ تعالیٰ
ہی کے لئے۔ تیسرا کفر کو ایسا بُرا سمجھے
جیسے آگ میں گرنا

نیز ارشاد عالی خداوند عز اسمہ کا ہے :-

الَّذِينَ كَرِهَ اللَّهُ نَفْسُهُمُ الْفَلَّاحُونَ { اللہ تعالیٰ کی یاد کے سکون قلبی حاصل ہوتا ہے }
اور اسی کا نام ولایت ہے۔ اور بالقدیرا خیر کا شوق کا صحیح نمونہ ولی اللہ
کی ذات میں موجود ہوتا ہے۔ کیونکہ ایلام و انعام اس کے نزدیک مساوی ہے
چنانچہ آیت :-

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمَطْمَئِنَةِ ارْجِعِي إِلَى
رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي
عِلِّيَّيْنِ وَادْخُلِي جَنَّتِي -

اے نفس اطمینان پکڑنے والے اپنے
رب کی طرف لوٹ راضی ہو کر راضی ہو اہو
اپنے ازل ہو میرے بندوں میں اور ازل ہو میری
جنت میں۔

میں اسی طرف اشارہ ہے۔ اور بغیر اسم اللہ جل شانہ کے دل کی دل میں غیر کی سمائی
نہیں ہوتی۔ قال اللہ ثم ذرهم۔ اللہ کہ پھر ان کو چھوڑ۔ اور ان اولیاء کا الا المتقون
نہیں ہیں اس کے دوست مگر پرہیزگار لوگ انہیں حق میں وارد ہے۔ اور صلوات
قلب سے متصف ہوتے ہیں۔

إِذَا صَلَّيْتَ صَلَّحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا
فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ إِلَّا وَهِيَ
الْقَلْبُ -

جب دل درست ہو جائے۔ تو تمام بدن
درست ہو جائیگا۔ اور جب وہ فاسد ہو جائے
تو تمام بدن فاسد ہو جائے۔ یا دیکھو وہ قلب ہے۔

زعیمت کردہ ام خالی زعفران خانہ دل را کہ غیرت را نمی شاید دیدن محرم سرا رفتن

پس معلوم ہوا کہ ولایت قرب اور نسبت مع اللہ کا نام ہے جو دیکھنے سے تعلق نہیں رکھتی۔ بلکہ ایک کیفیت ہے جس کے اپنے زواہل تبدیل بہ حامیہ ہو جاتے ہیں۔ اور خشیہ غالب ہو جاتا ہے۔

رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ذالک لمن { اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ خشیہ رہے۔
اسے راضی ہوئے۔ یہ اس کے لئے ہے۔ جو اپنے رب سے ڈرا۔

اور کامل طور پر متوجہ الی دار آخرہ ہو جاتا ہے۔ اور دنیا نہایت ذلیل اور بے اعتبار نظر آتی ہے۔ اور سوائے ذات الہی کے غیر پر اعتماد بھروسہ نہیں رہتا۔ اور قل کل من عند اللہ کا نقشہ دکھائی دیتا ہے۔
گرگز مدت رسد ز خلق مرغ + کہ نہ راحت رسد ز خلق نہ رنج
اگر خدا داں خلافت دشمن دوست + کہ دل ہر دو در تصرف دوست
اور اپنے آپ کو تمام مخلوقات سے ارذل و اذل دیکھتا ہے۔ یا لیتنی کنت شجرۃ
تعتد۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مبارک ہے۔ اور گناہ سے ایسا ڈرتا ہے
جیسے کسی پر پہاڑ گر پڑے۔ بلکہ اپنی عبادت کو کھجور سمجھتا ہے۔ اِنِّیْ اَصْتَغْفِرُ اللہ
من قولی استغفر اللہ۔ راہِ بصیرت کا قول پاک ہے۔ اور یہی بہت کچھ تغیرات
پیدا ہو جاتے ہیں۔

مصلحت نیست کہ از پروردگاروں افتد راز
مَنْ لَمْ يَدِقْ لَمْ يَدْرِ ذَالِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مِنْ شَاءِ الْإِلَهِي
أَحَلَّنِي مِنْهُمْ فِضْلَكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ (باقی باقی)

تیسرا اسکا نذر جلسہ :- خیر الانصار کا میلہ سالانہ جلسہ س و تہ ماہ نومبر کے میں
یا ماہ دسمبر کے وسط میں منعقد ہوگا اس کو کامیاب بنانے کے جملہ معاونین و ارکان اچھی سے تیار
شرع کریں۔ اور اپنے مفید مشوروں سے مستفیض فرمائیں۔
(عاجز مدیر)

احیاء موتی

(از مولانا قاضی فضیل احمد صاحب نوشہرہ دی)

وہ مسئلہ جس کا احمدی قیامت تک جواب دے سکیں گے

اخبار المنیر نے اس عنوان کے ماتحت میزائیوں کے اس عقیدہ کی تردید کے لئے کہ دنیا میں خداوند تعالیٰ نے کسی شخص کو بعد از موت بطور نشان یا معجزہ زندہ نہیں کیا۔ تیسرے پارہ سے خزیر علیہ السلام کا واقعہ پیش کر دیا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے سو سال کی وفات یا موت کے بعد اس کی دوبارہ زندگی کو واضح طور پر غیر مبہم الفاظ میں بیان کر دیا ہے جس کی کوئی صحیح تاویل نہیں ہو سکتی۔ قرآن شریف میں ہے:-
فَاَمَّا نَسْتَدْعِيْهِمۡ اِلٰہَ مِیۡاۃَ عَامٍ ثُمَّ نَبْعَثُہٗۤ اِیۡہِؕ
پس اللہ تعالیٰ نے اسے سو سال تک بحالت موت رکھا۔ پھر زندہ کیا۔

اس کا سیاق اور سابق بھی اسی کو ثابت کرتا ہے۔ اس لئے شروع اسلام سے لیکر آج تک تمام ان مسلمانوں کا جو قرآن شریف کو صحیح اور واقعہ کے مطابق تسلیم کرنے میں چون و چرا نہیں کرتے۔ یہی عقیدہ ہے۔ اس بنا پر المنیر نے میزائیوں سے جو اس واقعہ کو خواب و خیال کہہ کر اڑانے کے درپے ہیں۔ اس کے متعلق تین سوال کئے ہیں۔ (۱) کوئی قابل اتباع شخص پیش کر دے جس نے مرزا جی سے پہلے اس کو واقعہ خواب قرار دیا ہو (۲) اس آیت کے مخالف دوسری آیت پیش کرتے وقت اس کی سند و دیکھ دو نوں کا مضمون یا موضوع ایک ہے۔ (۳) اس واقعہ میں اچھی طرح غور کر لیا جائے۔

کہ سائل نے سوال کیا کیا۔ اس نے کیا دیکھا۔ اور اسے یقین کس طرح پیدا ہوا۔ وغیرہ بعد ازیں مجیب کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ وہ طول طویل مضمون

سے اجتناب کرے۔

اسی کے جواب کے لئے الفاروق نمبر ۳۳ جلد ۱۷ نے قلم اٹھایا ہے۔ اور شروع جواب سے پہلے یہ لکھا ہے۔ کہ یہ کوئی علمی اور معرکۃ الاراء مسئلہ نہیں۔ اس کو تو خدا کے فضل سے احمدی جماعت کا پیرائری پڑھنے والا بھی سمجھا سکتا ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ الفاروق نے باوجود اخبار کے بہت سے کالم سمیٹا کر کے بھی پیرائری پڑھنے والے احمدی سے اسباب میں زاید لیاقت کا ثبوت نہیں دیا۔ اس مسئلہ کو مبہم اور گورکھ دھند بنا کر کے لئے جو طریقہ احمدیہ میں رائج ہے۔ اور وہ ہر ایک نے طوطے کی طرح یاد کیا ہوا ہے۔ الفاروق نے اسی کو پیش کر دیا ہے۔ اس میں نہ تو المنیر کے پیش کردہ سوالات کا جواب ہے۔ اور نہ کوئی ایسی معقول بات ہے۔ جو صائب الرائے مسلمان کو قانع کر سکے۔ اس میں مزید نص کے مضمون کو اپنے ادھام باطلہ اور خیالات فاسدہ سے رد کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ الفاروق نے اس مسئلہ کی تردید کیلئے جو روش اختیار کی ہے۔ اس کی بنیاد ہی غلطی پر ہے۔ کیونکہ خود اس نے اس مسئلہ کو فروعی قرار دیکر ان مسائل میں شامل کیا ہے۔ جو خوارق عادت کا حکم رکھتے ہیں۔ اور بوجہ نشان الہی یا معجزہ ہونے کے سنت جاریہ پر رد و کار سے مستثنیٰ ہیں۔ اس لئے خدا کی سنت جاریہ کے شواہد پیش کر کے ان کی تردید نہیں ہو سکتی۔ ورنہ ایک معجزہ بھی ثابت نہیں ہو سکے گا۔ الفاروق نے اس کے بارے میں فرمایا ہے۔ اور نیز یہ مسئلہ اصولی نہیں۔ فروعی اور اعتقادی ہے۔ اور ایسے مسائل میں سے ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کا بے باپ پیدا ہونا۔ ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں ڈالا جانا۔ فرعون مصر کا موسیٰ علیہ السلام کا تعاقب کرتے ہوئے دریا میں غرق ہونا۔ ناقہ صالح علیہ السلام کا نشان الہی ہونا وغیرہ۔

ظاہر ہے۔ کہ یہ تمام افعال اپنے وقوع اور خصوصیات کے لحاظ سے منفرد

ہیں۔ اور اس جنرل قانون اور عادت جاریہ کے تحت میں داخل نہیں ہیں
میں الفاروق نے خدا کی قدرت کو محدود قرار دیا ہوا ہے۔ اور حکم لگایا ہوا
ہے۔ کہ باری تعالیٰ کو اس کی مخالفت کی اجازت نہیں۔ تمام بنی آدم کی پیش
کا جو طریقہ خدا تعالیٰ نے جاری کیا ہوا ہے۔ اگر وہ اس کے برخلاف صرف
عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کر سکتا ہے۔ اور ابراہیم علیہ السلام کو
بچانے کے لئے اس آگ کو جس سے گرمی اور احراق کا نائل ہونا ناممکن
ہے۔ سرد بنا سکتا ہے۔ موسیٰؑ۔ صالحؑ اور دیگر پیغمبروں کے عہد میں جو اس نے
اپنے قادر مطلق ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ اس سے بالکل انکار نہیں ہو سکتا
تو عزیر علیہ السلام کا بعد از موت صد سال بطور نشان زندہ ہونا کیوں
قابل ملامت ہے۔ اور محض اس بنا پر اس کا انکار کہ وہ عادت جاریہ کے
مخالف ہے۔ کیونکہ زیبا اور مناسب ہے۔

الفاروق کو چاہئے۔ کہ وہ اس نکتہ کو ذہن نشین کر لے۔ اور امور علویہ
اور خارق عادت امور کو ایک قانون کے ماتحت کر کے خدا تعالیٰ پر حکومت کرنے
کے خیال کو ترک کر دے۔ اور اس پر عمل پیرا ہو کر اپنے آپ کو اس گروہ سے
علیحدہ کر لے۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

وَمَا يَحْجِدُ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ

جو کچھ میں نے بیان کیا ہے۔ اس سے ہر نکتہ رس با سمجھ آدمی اس نتیجہ
سے بیخبر نہیں رہ سکتا۔ کہ الفاروق نے جو مضمون عزیر علیہ السلام کی موت
کے بعد زندگی سے انکار کے لئے سپرد قلم کیا ہے۔ اس میں اس نے اس مسئلہ کو
جو خود اس نے خوارق عادت اصول کے فرع قرار دیا تھا۔ غلطی سے امور
عادتہ کے ضمن میں لا کر امور علویہ کے قواعد سے اس کا انکار کیا ہے۔ اس لئے
اس کا تمام مضمون امور عادیہ واقعہ کے غلط سمجھنے اور اس کی بنیاد غلط ہونے
پر رکھنے کی وجہ سے خود بخود باطل اور ناقابل توجہ ہے۔

مگر چونکہ خود اس مضمون میں بھی بلا لحاظ اس مطلب کے جس کے لئے وہ مضمون لکھا گیا ہے۔ بہت سی خرابیاں ہیں۔ اور الفاروق کی خواہش بھی یہی ہے کہ میرے اعتراضات کا جواب دیا جائے۔ اس لئے اس کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے اس کی طرف توجہ کی جاتی ہے۔ اگرچہ خوف ہے۔ کہ ان طویل و طویل سلسلہ اعتراضات و جواب میں پڑ کر اصل بحث کا فیصلہ رہ جائیگا۔

پہلی بات کا جواب یہ سچ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جو وعدہ کرتا ہے اسے پورا کرتا ہے۔ مگر الفاروق نے اس کلمہ حق سے جو کچھ مراد لیا ہے۔ وہ باطل ہے۔ کیونکہ اس موقع پر اس نے خدائی وعدہ سے مراد انسانوں کی حیات و موت کے بارے میں خداوند تعالیٰ کا قانون یعنی عادت جاریہ مراد لیا ہے۔ اور عزیر علیہ السلام کے واقعہ کو اس میں شامل کیا ہے۔ حالانکہ یہ واقعہ خدا تعالیٰ کے اس قانون کے ماتحت ہے۔ جو بطور معجزہ یا خارق عادت اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے لئے میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس لئے عزیر علیہ السلام کی بعد از موت زندگی اپنے اصول یا قانون الہی کے ماتحت صحیح اور سنت دہندہ کے مطابق ہے۔ اگر خداوند تعالیٰ نے خاص عزیر علیہ السلام کے بارے میں کوئی وعدہ کیا ہے۔ کہ میں اسے بعد موت دنیا میں زندہ نہ کروں گا۔ یا فرمایا ہے۔ کہ میں کسی کو بھی بطور نشان یا معجزہ دنیا میں بعد موت زندہ نہ کروں گا۔ تو وہ آیت پیش کرنی چاہئے۔ اور اگر یہ نہیں۔ اور بعد از موت زندگی کا ثبوت موجود ہے۔ تو اس کا انکار نہ کرنا چاہئے۔

دوسری بات کا جواب۔ یہ بھی صحیح ہے۔ کہ خدا تعالیٰ وفات یافتہ لوگوں کو دوبارہ زندہ کر کے عمل کرنے کے لئے دنیا میں نہیں بھیجا کرتا۔ علاوہ قرآن و حدیث کے مشاہدہ بھی اسے ثابت کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون کے ماتحت جس طرح لوگ سلسلہ

پیدا ہوتے و مرتے رہتے ہیں۔ اس طرح بعد موت دوبارہ زندہ ہو کر تشریف نہیں لاتے رہتے۔ ورنہ مردہ لوگوں کے دوبارہ آنے کے بھی ہم منتظر رہتے۔ بعد وفات ایسی زندگی کا کوئی بے سمجھ آدمی بھی قائل نہیں ہو سکتا۔ مگر اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو قدرت کا ملکہ کھانے کے لئے وفات دیکر بطور نشان زندہ کیا ہے۔ اور ان کی زندگی اور موت کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ اسے بھی بالاندک وہ قانون کے ماتحت لا کر باطل قرار دیا جائے۔ بلکہ ان دونوں واقعات میں فرق ہے۔ میرے ایک احمدیت سے فوتاً تب شدہ دوست نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے ہلاک شدہ لوگوں کی واپسی کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اس جگہ اس واپسی کی نسبت ہلاک شدہ لوگوں کی طرف ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جن کو میں نے ہلاک کیا ہے۔ وہ نہیں لوٹ سکتے۔ نہ کہ خدا تعالیٰ انہیں نہیں لوٹا سکتا۔ انفاروق کی پیش کردہ پہلی اور دوسری آیت کا مطلب یہی ہے۔ اس لئے انفاروق نے جو پہلی آیت کے ترجمے میں غلطی کی ہے۔ کہ حومت کا حکم خدا پر لگا دیا ہے۔ الفاظ اس کی اجازت نہیں دیتے۔ اسے اپنے ترجمے کی اصلاح کر لینی چاہئے۔ تیسری آیت اور حدیث شریف کا مضمون یہ ہے۔ کہ موت کے وقت یا بعد موت مومن اور کافر دونوں استدعا کرتے ہیں۔ کہ ہمیں دنیا میں بھیجا جائے تاکہ ہم کئی عمل کو پورا کریں۔ یا نیک اعمال سے زیادہ مستفیض ہوں۔ مگر اللہ تعالیٰ ان کی اس استدعا کو قبول نہیں کرتا۔ کیونکہ جو زمانہ آزمائش خدا تعالیٰ نے ان کے لئے مقرر کیا۔ وہ ختم ہو گیا۔ اب دوبارہ آزمائش کے لئے بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ عزیز علیہ السلام کا واقعہ ان آیات میں سے کسی کے حکم میں داخل نہیں ہو سکتا۔

اور جہاں خداوند تعالیٰ نے بعد موت دنیا میں دوبارہ زندہ کرنا بیان کیا ہے۔ اس کی نسبت اپنی طرف کی ہے۔ جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام

کے ساتھیوں کو فرمایا ہے۔

ثُمَّ يُعْتَلِكُمْ مِنْ بَيْنِ يَدَيْ مَوْتِكُمْ۔ پھر ہم نے تمہیں مرنے کے بعد زندہ کیا۔ اور بالائے مذکورہ آیت میں فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے سو سال تک بحالت موت رکھا پھر زندہ کیا۔

ان دونوں مضامین میں جو فرق ہے۔ ظاہر ہے۔ اس لئے ایک مضمون کا حکم دوسرے مضمون کے حکم سے باطل نہیں ہو سکتا۔ نہ! غزیر علیہ السلام کی زندگی دنیا بعد از موت ثابت اور بجائے خود ہے۔

چوتھی اور پانچویں آیت جن کا مطلب یہ ہے۔ کہ اہل دوزخ دوزخ سے نہیں کھائے جائیں گے۔ اور جنت والے ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ اس سچے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ مرنے کے ساتھ ہی بہشتی بہشت میں چلے جاتے ہیں۔ اور دوزخی دوزخ میں اور پھر وہاں سے وہ نکل کر دنیا میں نہیں آ سکتے۔ اس کی بنیاد قلعہ تدبیر پر ہے۔ کیونکہ اس استدلال کو صحیح مان لینے سے حشر اور نشر بھی باطل ہو جائے گا۔ اور علاوہ جو کچھ الفاروق تیسری آیت میں پیش کر چکا ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرمایا ہے:-

وَمِنْ ذَرَاتِهِمْ تَرْجِعُ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ۔ اب ان کے لئے برزخ ہے۔ جہاں سے قیامت تک نہ اٹھ سکیں گے۔ اس سے بھی انکار لازم آئے گا۔

اس لئے الفاروق کو چاہئے۔ کہ وہ ان آیتوں کو اپنے مطلب اور موقع سے ہٹانے کی کوشش نہ کرے۔ یہ احکام خداوندی اس وقت کے لئے ہیں۔ جب بعد حساب یوم نشر۔ بہشت والے بہشت میں چلے جائیں گے۔ اور دوزخ والے کافر و مشرک دوزخ میں اس وقت یہ دونوں گروہ اپنے اپنے مقام سے نہ نکالے جائیں گے۔ نہ یہ کہ مرنے کے ساتھ ہی وہ بہشت دوزخ میں چلے جاتے ہیں۔ اور وہاں ہمیشہ رہتے ہیں۔

جماعت احمدیہ سے باقی مسلمانوں کو سب سے بڑی شکایت یہی ہے۔

کہ وہ ایک مضمون کی آیت کو بغیر موقعہ اور محل دیکھے۔ دوسرے مضمون کی آیت کے ساتھ جا مکر رہتے ہیں۔ اور خواہ مخواہ ان دونوں کا اختلاف ثابت کر کے جس آیت کا چاہتے ہیں۔ تاویلی بہانوں سے انکار کر دیتے ہیں۔ اور جب تاویل بھی نہیں کر سکتے۔ تو کشف اور خواب کا واقعہ کہہ کر اس سے صریح منکر ہو جاتے ہیں۔ کیا ایماندار آدمی کے لئے اس مقصد پر اس سے زیادہ وضاحت کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **فَأَمَّا اللَّهُ** **مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثْنَا**۔ اور عزیر علیہ السلام کی موت اور پھر سو سال کے بعد زندگی سے انکار اس آیت شریفہ سے انکار نہیں۔ اور کیا الفاروق نے جو اس کے جواب دیئے ہیں۔ وہ سوال گندم جواب چینہ کا حکم نہیں رکھتے۔

المنیر کا اس موقع پر بعد از موت زندگی کا دعویٰ صرف عزیر علیہ السلام کے متعلق ہے۔ نہ سب انسانوں کے متعلق اس لئے زید اور بکر سے اس کی تردید نہیں ہو سکتی۔

اب ہم ان دس اعتراضات پر بادل ناخواستہ توجہ کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ محض دھوکہ دہی کے لئے پیش کئے گئے ہیں۔ اور اپنے آپ کو ملامت ثابت کرنے کے لئے مقلد ہے۔ **”لَا آسَ بَاسٌ كَذِبُ نَشُودُ“** ورنہ قرآن شریف کی صریح آیت جس بات کو ثابت کرے۔ کیا وہ محض چون و چرا سے چھپ سکتا ہے۔

پہلے اعتراض کا جواب۔ المنیر نے اپنے مضمون میں یہ لکھ دیا تھا۔ کہ زندگی بعد از موت کی نسبت مفسرین نے عزیر علیہ السلام کی طرف کی ہے۔ منثور نے اس قول کو علی کرم اللہ وجہہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ الفاروق نے بھی جا بجا اسے عزیر علیہ السلام ہی لکھا ہے۔ اور المنیر کا اس مضمون سے یہ مقصد ہی نہیں۔ کہ وہ شخص ضرور علیہ السلام ہی ہے۔ بلکہ اس کا مقصد صرف زندگی بعد از موت ثابت کرنا ہے۔ خواہ وہ شخص کوئی ہو۔ اور اس کا ثبوت قرآن شریف میں موجود

ہے۔ باوجود اس کے الفاروق کا یہ اعتراض قابل تعجب اور توضیح اوقات ہے دوسرے اعتراض کا جواب۔ موت کے معنی حیات کو دور کرنا ہے۔ اس لئے جس چیز پر اس کا حکم وارد ہوگا۔ اس کی جو حیاتی تصور کیے گی۔ وہ باطل ہو جائیگی۔ چونکہ زمین کی زندگی اس میں قوت نامیہ کی موجودگی ہے۔ اس لئے اس کی موت بھی اسی قوت نامیہ کا فقدان ہوگا۔ خواہشات نفسانیہ پر بھی اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس سے مراد بھی ان صفات کا مارتا ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں۔ اسی طرح اگر یہ لفظ انسان پر وارد ہوگا۔ تو اس کے معنی سوائے اس کے اور کچھ نہ ہوں گے۔ کہ اس کی حیاتی دور ہو کر وہ مردہ ہو جائیگا۔ چونکہ اس موقع پر جس شخص پر یہ لفظ وارد ہوا ہے۔ وہ انسان زحار روح ہے۔ اور قرینہ بھی اسی بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ اس سے موت حقیقی مراد لی جائے۔ نہ موت مجازی جس سے مراد نیند ہے۔ کیونکہ صد سالہ نیند بھی حقیقی موت کے سوا کچھ نہیں۔ اس لئے اس موت سے مراد حقیقی موت ہے۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اَمَاتَہُ اللہ کہا ہے ممکن نہیں۔ کہ وہ زندہ ہو اگر یہ لفظ الفاروق کی خواہش کے مطابق مشترک اور مختلف المعانی بھی ہو تو اس کے ثابت کرنے کے لئے کہ وہ حقیقی موت کے لئے نہیں استعمال ہوا۔ دلیل کی ضرورت ہے۔ تعجب ہے۔ کہ اس نے صرف یہ کہہ کر کہ یہ لفظ مختلف المعانی ہے۔ یہ نتیجہ نکال لیا ہے۔ کہ اس کے معنی حقیقی موت نہیں۔ اور اس سے زیادہ تعجب یہ ہے۔ کہ الفاروق نے لفظ موت کو عام قرار دیا ہے۔ جو موت حقیقی اور غیر موت پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔ اور لفظ توقا کو خاص۔ حالانکہ لفظ موت خاص ہے۔ اور توقا عام جو موت اور غیر موت پر وارد ہوتا ہے۔ یہ احمیوں کی غلطی اور اس پر خدا کی جماعت کا خاصہ ہے مگر انھیں کہ اس کے جواب کی ہمیں ضرورت نہیں رہی۔ خود تیسرے اعتراض میں اس کی تردید کر دی گئی ہے۔

تیسرے اعتراض کا جواب = الفاروق نے اس میں قرآن شریف کی آیت
 اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ بِحَبْلِ رُوحِهِ کہ توفی عام ہے جس کے معنی
 قبض روح کے ہیں۔ اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قبض بوقت موت۔ اور
 ایک قبض بوقت نیند۔ قبض کی دوسری قسم کے بعد لوٹنا خود قرآن شریف سے
 ثابت ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ توفی کا لفظ مطلق طور پر دنیا میں
 دوبارہ زندگی کو مانع نہیں۔ بلکہ یہ ہمیشہ حقیقی حیات کے معنوں میں استعمال نہیں
 ہوگا۔ گویا ہم سوئے ہوئے کو بھی متوفی کہہ سکتے ہیں۔ اب الفاروق کو اس
 سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ جس طرح موت کے بعد خدا دنیا میں زندہ کر کے بھیج
 سکتا ہے۔ اسی طرح توفی کے بعد بھی بلکہ متوفی کا حقیقی طور پر فوت شدہ
 ہونا ضروری نہیں۔ اور الفاروق نے جو اس میں جنرل ردل اور قاعدہ کلیہ
 یعنی سنت جاری کی پناہ لی ہے۔ اس پر بحث ہو چکی ہے۔ کہ یہ خدائی نشان
 اس میں داخل نہیں۔

چوتھے اعتراض کا جواب = اس میں شک ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ عزوجل
 علیہ السلام کو سو سال تک بحالت موت رکھا۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ نے اسے
 دوبارہ دنیا میں زندہ کرنے کے لئے موت دی تھی۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے جس
 جگہ مناسب جانا اس کی روح کو رواں ہی رکھا۔ چونکہ چراگی گنجائش ہی نہیں۔
 لَا يَسْتَلُ حَمًا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْتَلُونَ۔

اعدی جو یہ بغیر سوچے سمجھے کہہ دیتے ہیں۔ کہ مرنے کے ساتھ ہی بہشتیوں کی
 روح بہشت میں چلی جاتی ہے۔ اور دہاں سے نکل نہیں سکتے۔ وہ غلط فہمی
 پڑتی ہے۔ اس کا جواب ہو چکا ہے۔ اس جانے سے مراد بعد میدان حشر کے
 حساب کے ہے

پانچویں اعتراض کا جواب = جب خود خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ میں نے
 عزیر علیہ السلام کو موت دی اور پھر زندہ کیا۔ اور اسی دنیا میں رکھا۔ تو اس پر

اعتراض کرنے والا کس پر اعتراض کر رہا ہے۔ کیا وہ اس آیت کے مطلب کو خدا تعالیٰ سے زیادہ سمجھنے والا ہے۔

لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ، یعنی جنتیوں کو پہلی موت کے علاوہ پھر موت کا فزہ نہ چکھنا پڑے گا۔

اس آیت سے مراد صرف یہ ہے۔ کہ جنت میں موت نہ ہوگی۔ نہ کہ خدا تعالیٰ اس دنیا میں کسی کو بطور نشان بعد موت زندہ نہ کرے گا۔ اور یہ کلام بطور اعم ہے۔ نہ خاص عزیر علیہ السلام کے لئے۔ ہاں عزیر علیہ السلام کی دوبارہ موت پر جو الفاروق کو بوجہ ہمدردی انسانی یا مخالفت خدا دکھ پہنچا ہے۔ اس کی خدا اسے جزا دیگا۔

چھٹے اعتراض کا جواب: عزیر علیہ السلام کی وفات اور سو سال تک بحالت وفات پڑا رہنا۔ اس کا تو خدا تعالیٰ نے ہمیں علم عطا کیا ہے۔ اور خداوند کے ارشاد سے یہ بھی سمجھا جاسکتا ہے۔ کہ ان کو کفن بھی نہیں دیا گیا۔ اور دفن بھی نہیں کیا گیا۔ باقی علم خداوند تعالیٰ کو ہے۔ کہ وہ تودہ پر پڑے رہے۔ اور کسی اور جگہ ہم خدا کے ساتھ استہزا نہیں کرنا چاہتے۔ اور نہ اہلبیس کی طرح اس کے احکام پر چون چڑا اور جرح۔ ہم دعا مانگتے ہیں۔ کہ باری تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے۔ اور یہ کہنے کی توفیق عطا کرے۔ سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ساتویں اعتراض کا جواب۔ یقیناً عزیر علیہ السلام کی روح قبض کر لی گئی۔ اور سو سال تک وہ بحالت موت رہے۔ اس کی بنیاد خدا کے فرمودہ پر ہے۔ نہ وہم پر۔ اس لیے عرصہ میں کھائے اور پینے کی چیزوں پر تغیر کا رونما نہ ہونا بھی قرآن شریف سے ثابت ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

وَأَنظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرِبِكَ لَمْ يَتَّخِذْ۔ مگر گدھے کا بعد حیات رہنا الفاروق کی اپنی اختراع ہے۔ قرین قیاس یہ ہے۔ کہ جو خدا نے فرمایا ہے۔ کہ ہڈیوں کی طرف دیکھ۔ کہ ہم کیونکر ان کو چڑھاتے ہیں؟ اور پھر ان کو گشت پہناتے ہیں۔

وانظر الى العظام كيف نشترها ثم نكسوها لحماً۔

اس سے مراد گدھا ہے۔ جو مر کر گل شر گیا تھا۔ اللہ نے اسے دوبارہ غیر علیہ السلام کے زندہ کرنے کے بعد ان کے سامنے زندہ کیا۔ اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔
{ جانتا ہوں کہ اللہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

اس سے بغیر اس کے کچھ نہیں ثابت ہوتا۔ کہ جو کچھ باری تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وہ سچ ہے۔ کہ عزیر علیہ السلام وہاں سو سال تک بحالت موت رہے۔ اور ان کے جسم میں تبدیلی کا نہ ہونا کھانے پینے کی چیزیں دکھا کر سمجھا دیا۔ اور گدھے کو سو سال کی موت اور پر گندگی اجزا کے بعد دوبارہ انہیں جوڑ کر زندہ کر کے یہ مشاہدہ کرا دیا۔ کہ مردے کس طرح زندہ ہوتے ہیں۔

اور عزیر علیہ السلام کا وجدانی خیال۔ کہ میں دن یا دن کا کچھ حصہ رہا ہوں جب خداوند تعالیٰ نے اس کی تردید کر دی ہے۔ اور عزیر کا اس کے برخلاف یقین بھی بیان کر دیا ہے۔ تو پھر خدا کی باتوں کو اسی قول سے رد کرنا کتنی بے سمجھی ہے۔ اور اس واقعہ کو کشف اور نین کہہ کر اس سے انکار کرنا ایماندار کے لئے کیونکر ممکن ہے۔

آنکھوں میں اعتراض کا جواب۔ اس کی لغویت ظاہر ہے ہمیں بار بار کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہم عزیر علیہ السلام کی موت کو خدا کے فرمودہ کی بنیاد پر مانتے ہیں۔ خود عزیر علیہ السلام نے اپنے وجدانی خیال کو خداوند تعالیٰ کے فرمودہ سے ترک کر دیا تھا۔ اور اس کا کہ سن لثت مآتہ عامہ بلکہ تو سو سال رہا۔ انکار نہ کیا تھا۔ اور گدھے کی اس سو سال میں زندگی کے ہم قائل نہیں۔ تو اپنے اوہام باطلہ کی بنیاد پر عزیر علیہ السلام کی طرف سے اعتراض بنا کر خود بخود خدا کو لا جواب قرار دینا اور اس کے اقوال کو جھٹلانا کون سی تعلیمندی اور ایمانداری ہے؟

اور اگر موت کے معنی نیند کئے جائیں۔ تو اس پر بھی یہی اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ ہاں اس واقعہ کو خواب قرار دینا جہالت ہے۔ اس صورت میں ہر ایک واقعہ یقینی کا خواب نہہ کر انکار ہو سکتا ہے۔

نویں اعتراض کا جواب۔ غزیر علیہ السلام نے موت کے بعد زندہ ہونے کے وقت خدا کے اس سوال کو پہلے کہ تو کتنا عرصہ یہاں ٹھیرا۔ اپنے گرد و نواح کی چیزوں میں نظر دوڑا لی تھی۔ یا نہ۔ اس کا قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے علیحدہ ذکر نہیں کیا۔ ہاں قرآن شریف میں غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے اس کا خدا کا سوال سنائی دیا۔ اور اس نے اس کا اپنے وجدانی خیال سے جواب دیا۔ پھر خدا نے اسے سمجھایا۔ وہ سمجھ گیا۔ اور اس کے بعد اپنی چیزوں کی طرف دیکھنے کا حکم دیا۔ اس سے بھی وہ اسی نتیجہ پر پہنچا۔ اس سے اسے کچھ شک نہ رہا۔ کہ میں سو سال تک اس جگہ بحالت موت رہا۔ اب سخت تعجب یہ ہے۔ کہ الفاروق کو خدا کا کلام قانع نہیں کر سکتا اور وہ ادھر ادھر دیوانوں کی طرح ہاتھ پاؤں مار کر یقین کو ادھام باطلہ پیدا کر کے باطل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

دشویں اعتراض کا جواب۔ اس اعتراض کا رُخ خدا کے اس فرمودہ کی طرف ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہم تجھے لوگوں کے واسطے نشان بنانا چاہتے ہیں۔ یہ مسئلہ ہم الفاروق کو اس طور پر سمجھا سکتے ہیں۔ اگر بالفرض مرزا جی سو سال کے بعد اپنی شکل اور علم و ہنر کو ساتھ لیتے ہوئے اسی حالت میں واپس آجائیں۔ جس حالت میں ان پر موت وارد ہوتی تھی۔ تو کیا وہ تمام احمدیوں کے لئے عبت ہوں گے یا نہ؟ اور کیا سو سال کے بعد بھی ان کو کوئی شناخت نہ کر سکیگا؟

اور اگر خدا کے فرمودہ پر یقین ہو۔ تو غزیر علیہ السلام اب بھی لوگوں کے لئے نشان ہیں۔ باقی ان کا کفن دفن مردہ اور زندہ ہونے کی حالت میں کسی

کا دیکھنا اگر نہیں ثابت ہوتا۔ تو نہ ہو۔ جو ثابت ہوتا ہے۔ وہ تو مانو۔ اور جو باتیں نامعلوم ہیں۔ ان کو معلوم باتوں کی تردید کے لئے نہ احتمال کرو۔

بعد ازیں الفاروق سے استدعا ہے کہ اگر وہ اس مسئلہ پر صحیح طریقہ سے رائے زنی کی خواہش رکھتا ہے۔ اور اس بحث کو نتیجہ خیز بنانا چاہتا ہے۔ تو اسے ادھر ادھر کی باتوں میں وقت ضائع کرنے کی بجائے مندرجہ ذیل سوالات پر جن کا اس مسئلہ کے ساتھ تعلق ہے۔ دینی چاہئے۔

پہلا سوال :- مخلوقات میں خداوند تعالیٰ کی عادت مستمرہ اور اس عادت میں جو انبیاء کے زمانے میں بطور نشان یا معجزہ ظاہر ہوتی ہے کیا فرق ہے خوارق عادت امور امور عادیہ سے کس بات میں مختلفہ میں۔ اور مرزا جی کے اس قول کا کیا مطلب ہے۔ خدا اپنے بندوں کے لئے اپنا قانون بھی بدل لیتا ہے۔ مگر وہ بدلنا بھی اس کے قانون میں داخل ہے۔ (چشمِ معرّت ص ۹۶) دوسرا سوال :- آپ نے اپنے اعتراض میں یہ ثابت کیا ہے کہ

لفظ موت موت حقیقی کے لئے نہیں آتا۔ وہاں آپ نے وفات یا تو فاء کے لفظ کو موت حقیقی کے لئے خاص قرار دیا ہے۔ مگر تیسرے اعتراض میں آپ نے اس کے برعکس قرآن شریف کی آیت اللہ یتوفی الا نفس حین مودھا واللی لم تمکث فی منامھا احتجاجاً ثابت کیا ہے کہ لفظ تو فاء بمعنی قبض عام ہے۔ جو موت اور نیند دونوں کو شامل ہے۔ ہم آپ کو اس تعارض کے رفع کرنے کی تکلیف نہیں دیتے۔ البتہ اتنا ضرور عرض کرتے ہیں کہ جب آپ نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ لفظ موت اور وفات یا تو فاء کے بعد زندگی محال نہیں۔ کیونکہ یہ دونوں لفظ یقینی طور پر حقیقی موت کے لئے نہیں آتے۔ تو آپ بتائیں کہ وہ لفظ کونسا ہے جو حقیقی موت کے لئے آتا ہے۔ اور اس کے بعد زندگی بطور نشان بھی محال ہے

تیسرا سوال :- لفظ موت اور وفات یہ دونوں لفظ الفاروق کے نزدیک بھی حقیقی موت پر دلالت کرتے ہیں۔ مگر چونکہ قرآن شریف نے عزیر علیہ السلام کی بعد از موت زندگی کی خبر دیدی ہے۔ اس لئے اس نے اس لفظ موت کو مجاز پر محمول کیا ہے۔ گویا الفاروق کے نزدیک جس موت کے بعد بطور مجرہ زندگی ہو۔ خواہ سو ہزار سال کے بعد وہ موت مجازی ہے۔ اور جس کے بعد نہ ہو۔ وہ حقیقی۔ اگر موت مجازی میں مردہ کی حالت برخلاف موت حقیقی کے یہ ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کے روح اور جسم کو دوبارہ زندگی تک ہر ایک قسم کے تغیرات سے محفوظ رکھ لے۔ تو اس پر الفاروق کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اور عزیر علیہ السلام کی ایسی موت اور اس کے بعد زندگی کے متعلق الفاروق کا کیا خیال ہے ؟

لطائف و ظرائف

محاسن نام جس اہتمام سے لاہور میں منعقد ہوتی ہیں۔ ان کی نظیر پنجاب میں نہیں ملتی۔ خاندان تخر لباش کی سرپرستی میں دنوں محرم کو شاندار ماتمی جلوس نکلتا ہے جس میں سینہ کو بی کرنے والی کئی ٹولیاں ہوتی ہیں۔ گھوڑا جسے ذوالجناح کے نام سے پکارتے ہیں۔ ساز و سامان۔ زین۔ لگام وغیرہ سے مزین ہوتا ہے۔ گھوڑے پر ایک کپڑا ڈالا جاتا ہے جس پر سرخ رنگ کے پھینڈے دیئے جاتے ہیں تلوار ایک طرف لٹک رہی ہوتی ہے۔ ایک دستار مکلاہ زین پر بندھی ہوتی ہے۔ اس کی آٹکھوں سے سمرچ دیپاز کے اثر سے آنسو جاری ہوتے ہیں۔ غرض مگر بلا کا پورا نقشہ کھینچا جاتا ہے۔ ڈرامہ کے یہ ایک شور و شین سے اور نعرہ یا حسین سے نصابیں گونج پیدا کر دیتے ہیں۔

سنا جاتا ہے کہ ذرا بچا کو نہایت اہتمام سے پالا جاتا ہے۔ اور ادب

کی وجہ سے اس پر کبھی کوئی شخص سوار نہیں ہوتا۔ اس سے صرف دستوں
محم کو نیا نقش کا کام لیا جاتا ہے۔

ایک دفعہ عاشورہ کے دن نہایت شان سے دواجناح کا جلو س بازار
حکیمان سے گذر رہا تھا۔ ایک دیوانہ اس منظر کو دیکھ رہا تھا۔ وہ بجا خود
ہوشیار پر عمل پیرا ہو کر چشمزدن میں گھوڑے پر جا بیٹھا۔ دستار کو
سر پر رکھ کر تلوار ہاتھ میں لے لی۔ اور کہا۔ ہاں یرید یو! ہوشیار حسین
ابن علی تمہارا ستر قلم کرنے کے لئے موجود ہے۔ اس پر تمام ماتمی منڈلی
اس پر ٹوٹ پڑی۔ اسے زد و کوب کرنا شروع کیا۔ مار کھاتا جاتا تھا۔ اور
ساتھ ہی اعلان کر رہا تھا۔ اے گروہ شقیاء آج عاشورہ کلان۔ ظہر کی نماز
کا وقت۔ ذواجناح کے سوار پر ظلم توڑنے والو خدا کو کیا جواب دو گے؟
فاطمہ زہرا کے سامنے کیا غدیر پیش کرو گے؟ بہتر اذیت و خواری اسے گھوڑے
سے اتار آگیا۔ اور ماتمی گروہ اپنے رستہ پر مولیا۔ دیوانہ مذکور سے کسی
نے اس حرکت کا سبب دریافت کیا۔ کہنے لگا۔ سین مکمل تھا۔ ایکٹ اچھا
ہو رہا تھا۔ کربلا کے واقعہ کا نقشہ کھینچنے میں جو کسر تھی۔ وہ میں نے پوری
کر دی۔ دنیا کو گونیوں کی بے وفائی اور حسین کی مطلوبیت کا نظارہ دکھانا
مقصود تھا۔ دکھا دیا۔

زبان اودھ شیعہ مذہب کے پیرو تھے شیعہ مذہب میں ڈھیلے سے
پیشاب کے قطرات خشک کرنے کا رواج نہیں۔ وہ صرف پانی سے استنجا
کیا کرتے ہیں۔ ایک سنی امیر نے ایک دفعہ شاہ اودھ کے ساتھ حالت سفر
میں ڈھیلہ نہ ملنے پر پانی کے ساتھ استنجا کیا۔ شاہ نے اپنے دل میں اسے شیعہ
سمجھا نماز کا وقت آنے پر سنی امیر نے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھی۔ نماز کے بعد
شاہ نے امیر سے اس کا مذہب دریافت کیا۔ حالات سے واقف ہو کر امیر

نے دست بستہ عرض کی۔ عالیجاہ! بزمِ شیعہ بول میکنم۔ و بزمِ شیعہ تنز
نماز میگذارم۔

علامہ کاٹھیا دارم کے ایک رئیس نے ایک غیر مقلد مولوی صاحب کے
زیر اثر ہو کر مذہبِ حنفی کو خیر باد کہا۔ آمین یا بھیر۔ رفع یدین۔ وغیرہ
مسائل میں اپنی رعایا پر بھی تشدد کرنا شروع کر دیا۔ مقلدین کا رئیس کے
دربار میں گذر شکل تھا۔ اتفاقاً ایک مولوی صاحب وہاں وارد ہوئے۔
انہوں نے رئیس کی اصلاح کے لئے ایک عجیب طریقہ اختیار فرمایا۔ رئیس
کے دریافت کرنے پر مولوی صاحب نے تقلید کو شرک قرار دیا۔ اور اپنے
آپ کو غیر مقلد قرار دیا۔ رئیس نے غرور و تعظیم سے انہیں اپنے ہاں ٹھہرا
اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا مولوی صاحب مصلیٰ پر کھڑے ہوئے۔ اور
گردن پر ہاتھ باندھ لئے۔ ان کے دو تین شاگردوں نے بھی اسی طرح عمل
کیا۔ بعد ازاں قرأت میں ہر جملہ پر مولوی صاحب کے شاگرد آمین کہتے گئے
اور رفع یدین بھی کرتے گئے۔ مثلاً امام نے کہا۔ الحمد للہ رب العالمین
مفتدیوں نے کہا۔ آمین اور رفع یدین بھی کیا۔ اسی طرح الرحمن الرحیم
ملکِ یوم الدین۔ غرض ہر وقفہ پر اسی طرح کرتے گئے۔ نواب صاحب نے
گھبرا کر نماز توڑ دی۔ اور الگ بیٹھ کر تماشہ دیکھتے رہے۔ نماز کے بعد مولوی
صاحب سے بار بار آمین اور رفع یدین کرنے اور گردن پر ہاتھ باندھنے
کی وجہ دریافت کی۔ اس پر مولوی صاحب نے کہا۔ تقلید شرک ہے۔ آپ کو
جس مولوی نے پہلے تعلیم دی ہے۔ اس کی تقلید کرنے سے آپ غیر مقلد نہیں
رہ سکتے۔ ہر غیر مقلد خود مجتہد ہے میں نے اپنے اہلِ کام لیا ہے۔ ورنہ اس
مولوی کو بلا کر میرے ساتھ مناظرہ کرالو۔ نواب صاحب بھی پریشان ہوئے۔
اور کہا ایک مولوی نے زیر ناف کے بجائے سینہ پر ہاتھ بندھوا لے۔ اب

یہودی صاحب گردن پر ہاتھ باندھنے کا حکم دیتا ہے۔ کل کوئی اہلکے چوڑے پر باندھنے کا حکم دیگا۔ اسی طرح آئین ایک دفعہ کہی جاتی تھی۔ اب تو آئین کا شور مچ گیا ہے۔ اور رفیع الدین سے نماز بھی عجیب تماشا بن گیا ہے۔ نکالو ایسے شریر یہودی کہ ہم حنفی مذہب پر ہی چلیں گے۔ اسی مذہب پر ہم اچھے تھے۔ اسی پر رہیں گے۔ ان نئے نئے مجتہدین سے خدا ہی بچے چنانچہ مولوی صاحب مذکور دست بدست دگرے ریاست سے جلا وطن کر دیے گئے۔

اسرار و نکات

سکون میں ایک غالی شیعہ تھا۔ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت کہا کرتا تھا کہ یہودی تھے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایک دن اس کے پاس گئے۔ کہ تم اپنی بیٹی کی نسبت ڈھونڈتے تھے۔ ایک شخص موجود ہے۔ جو شریف بھی ہے۔ دولت مند بھی ہے۔ اس کے ساتھ پیرمیزگار قائم اللیل حافظ قرآن ہے۔ شیعہ نے کہا۔ تو اس سے بڑھ کر کون ملیگا۔ آپ ضرور شادی ٹھہرا دیجئے۔ امام صاحب نے کہا۔ کہ صرف اتنی بات ہے۔ کہ مذہباً یہودی ہے۔ وہ نہایت برہم ہوا۔ اور کہا۔ کہ سبحان اللہ! آپ یہودی سے رشتہ داری کرنے کی راے دیتے ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا۔ کیا ہوا۔ پیغمبر خدا نے جب یہودی کو (تہارے اعتقاد کے موافق) درآمد بنایا۔ تو تم کو کیا غدر ہے۔ خدا کی قدرت اتنی سی بات سے اس کو تنبیہ ہو گئی۔ اور اپنے عقیدہ سے توبہ کی۔

ایک دفعہ حضرت مولانا شاہ عبدالغفریہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ سجدہ جامع دہلی میں وعظ فرما رہے تھے۔ ایک انگریز باپری مقابلہ کے لئے آیا۔ عربی و فارسی میں دستگاہ کمال رکھتا تھا۔ اس نے آتے ہی عرض کیا کہ حضرت میرے سوال کا جواب

دیکھئے۔ آپ نے فرمایا کہہو۔ اس نے ایک شعر پڑھا۔
کسے گفت کہ عیسیٰ ز مصطفیٰ اعلیٰ ست

کہ ایں بنیر زمین دآں بادج سہاست

اور کہا اس شعر سے بلند ذی رتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ظاہر ہوتی ہے۔
کہ وہ آسمان پر ہیں۔ اور آپ کے نبی زیر خاک۔

حضرت نے اسی وقت فی البدیہہ شعر کا جواب شعر میں دیا۔ فرمایا۔

بگفتش کہ نہ ایں حجت قوی باشد

جباب بر سر آب و گہر تہ دریا ست

فرمایا۔ یوں سمجھنا چاہئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عالم میں بنوا، جباب

ہیں۔ اور ہمارے پیشوا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مثل گوہر نایاب جو

دریا کی تہ میں رہتا ہے۔ کلمات عزیز میں لکھا ہے۔ کہ وہ اگر نیز اس تقریر پر

پھر ٹک اٹھا۔ چونکہ مشیت ایزدی میں اس کے لئے فلاح تھی۔ اسی وقت

مسلمان ہو گیا۔

ماسٹر محمد بخش صاحب سلم بی۔ اے پوری نے بھی اس مضمون کو اس

طرح ادا کیا ہے۔

ابن حزم چرخ پر وفون شرب میں حضورؐ ہے وہی نیچے فراز و جنب کا ہو پلہ گراں

دستوں سے تنگ اگر چرخ پر پٹیا گئے خلوتِ احوال میں مجوس ہی جلوہ کناں

حضرت عیسیٰؑ رہے تار فح محکوم یہود فاتح ملکِ عرب ہی مکہ کا ہادی جواں

در اصل مسند فارسی کی حدیث مدفن النبی اعظم من عرش اللہ مطابقت کائنات

میں کوئی قطعہ زمین رودۂ نبوی سے بڑھ کر عند اللہ عظمت نہیں رکھتا۔ اس لئے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس جگہ رونق افروز ہیں۔ بھلا مقام عیسیٰ علیہ السلام کو اس

سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ اور یہ ہونا کوئی باعثِ فضیلت نہیں۔ آسمان

پر یا فضا کے آسمانی میں پرندے۔ فرشتے فرض کئی جاندار موجود ہوتے ہیں

جن کی افضلیت کا کوئی قائل نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی زمین پر رونق افروز ہونا بموجب فرمان ما کان اللہ ليعذب بهم و انت فيهم اپنی امت کے لئے رحمت و شفقت کی وجہ سے تھا۔

حرب الانصار کا قرضہ ضروری التجا

حرب الانصار پر ایک ہزار روپیہ قرضہ ہو چکا ہے جس کی فوری ادائیگی کے بغیر دارالعلوم و دیگر تبلیغی اداروں کے جاری رہنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ رسالہ شمس الاسلام کی زندگی بھی معرض خطر ہے۔ کئی دفعہ قارئین کو توجہ دلائی گئی۔ مگر کوئی مفید نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ نہایت پریشانی اور تذبذب کی حالت میں یہ سطور شائع کی جا رہی ہیں جسب ذیل تجاویز پر اگر جملہ قارئین کا ر بند ہوئے۔ تو انشاء اللہ مصائب سے نجات حاصل ہو سکے گی۔

تین تجاویز

رسالہ شمس الاسلام۔ دارالعلوم عزیزیہ۔ و تبلیغی جدوجہد کو قائم رکھنے کے لئے آخری دفعہ درخواست کی جاتی ہے۔ کہ رسالہ کا ہر خریدار اور ہر درودل رکھنے والا مخیر ان تین تجاویز پر کار بند ہو کر اس کا ر خیر میں امداد دے۔ امداد بہت جلد اور فوراً درکار ہے۔ ورنہ سسپس زائد من نہ مانم بیچے کا ر خواہی آمد۔ ان تجاویز پر بہت جلد عمل ہونا چاہئے۔

- (۱) ہر خریدار کم از کم ایک ایک آنہ طے آٹھ ٹکٹ بطور زراعت نفاذ میں لکریجیجے۔
- (۲) ہر خریدار اور جملہ معاونین ایک ماہ کے اندر کم از کم ایک جدید خریدار کا چندہ دیجیجے منی آرڈر بھجوا دیں۔

۱۳۳۰ھ اپنے حلقہ اثر و احباب اور اپنے موضع سے دارالعلوم عزیزیہ کے لئے چندہ فراہم کر کے بذریعہ نبی آرڈر ارسال کریں: وَمَا عَلَيْنَا الْاَبْلَاحُ (عاجز میر)

حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(از منظر حسین صاحب ماہر افتادری)

اے سرِ پا نورِ ایمان اے بلالِ فی دقار
اللہ سندہ ضیاءِ افکن تری نورِ جبین
آسمانِ قدس اے اسلام کے درخشاں
تیری اس پیاری نچت کی حیرتِ زائیاں
تیری خاکِ ستاں پر طوطِ قیصرِ ثنار
وہ تری سادہ طبیعت وہ تری ملی قبّار
تھا نہنشاہِ دو عالم کو یہ تجھ پر اعتبار
او غلامِ مصطفیٰ اللہ سے عظمتِ تیری
وہ تیری تکبیر کا خوشی از غروراتِ مس
مسجدِ نبوی میں وہ خوش عقیدت سناواں
اے مجاہدِ تو نے جمیلیں کس بلا کی سختیاں
اشقیاءِ تجکو لٹا دیتے تھے جلتی ریت پر
تو نے بھہارِ موزِ عظمتِ دینِ مبیں
اشرفِ الانساب یعنی ہاشمیانِ جبار
دیکھتی ہو قہر سے ہلکو نگاہِ کافری

ایک تیرا نقشِ پا تقدیس کا ستر پہ دار
جس کے آگے جہلم لاتی شمع ہے ماہِ مبیں
نظر کرتی ہو بجا تجھ پر حبش کی سز میں
جسکے آگے گردیں کونین کی رعنائیاں
تیرے چوتوں کا قصہ ق کج بکلاہوں کا دقار
جس کی خنیش سے پیدا ایک موجِ افتاء
تھے ترے تفویضِ سببِ ان سر کے کارِ بار
حضرت فاروق کہتے تھے تجھے یا سیدی
سروِ پڑ جاتی تھیں اہلِ کفر کی سب کوششیں
حجتِ حق چوم لیتی تھی تیری آکر زیاں
جسم پر پیرے عیاں تھے گرم پتھر کے نشاں
کم نہ ہوتا تھا مگر ایمان کی گرمی کا اثر
تو نے بتلایا مسلمان موت دیتا نہیں
کس قدر الفت سے تیری ذات پر کرتے تھے
پھر ضرورت ہے تیرے اک نعرہٴ تکبیر کی

محرمات

سورہ یسین کا مجرب عمل

(از مولوی سید کرم حسین شاہ ضاد والمیالوی)

ہر حاجت کے لئے یاس طور پر ہیں۔ بددھار یا جمعرات یا شب جمعہ کو شروع کریں
 اول درود شریف دس مرتبہ اور ایک باریہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ يَا مُسَبِّحُ سُبِّحْ
 يَا مُفَتِّحُ فَتِّحْ يَا مُفَرِّجُ فَرِّجْ يَا مُسَهِّلُ سَهِّلْ يَا مُيَسِّرُ يَسِّرْ يَا مُتَمِّمُ
 تَمِّمْ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ پھر یسین کو سات دفعہ تکرار کرے۔ پھر شروع
 سے پڑھے۔ جب فہم کر لیں پھر دس پڑھیں۔ توبہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ يَا مَنْ
 نُورُكَ فِي سَبْرِهِ وَسِرُّهُ فِي خَلْقِهِ أَحْفَظْنِي عَنِ الْغَيْنِ النَّاطِقِ وَقُلُوبِ
 الْخَاسِدِينَ وَالْبَاغِينَ كَمَا خَفَيْتَ الرُّوحَ فِي الْجَسَدِ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّكْتَرِبٌ
 پھر پڑھے۔ وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أُنذِرْتَهُمْ تَانِي أَمَامِ مُبِينٌ دس دفعہ
 اور اپنی حاجت دل میں خیال کرے۔ اور منہ سے کہے کشف عن قلبي حجاب
 الغفلت واعلمني ما لم أكن أعلم وبيّن لي عنه يا من لا إله إلا الله
 ولا معبود سواة وصلّى الله على خير خلقه محمد وآلہ اس دعا کو ہر صبح
 پر اسی طرح پڑھے۔ اور اپنی حاجت کا خیال دل میں رکھے۔ پھر پڑھے۔ وَهَبْ لِي
 مَثَلًا مَّحَابِ الْغَرِيَّةِ جب لفظ من المکر میں پڑھیں۔ توبہ دعا پڑھے۔
 اَللّٰهُمَّ اكْرِمْني بِقَضَاءِ حَوَائِجِي بِحَقِّ اِيَّاكَ تَعَبُدُ وَبِحَقِّ كَهْلِيْغَضِ وَ
 بِحَقِّ حِلْمِ عَسَقِي وَبِحَقِّ طَهْ وَلِسِيْنِ وَبِحَقِّ نِ وَالْقَلَمِ وَبِحَقِّ مِرْمَلٍ
 وَمَثَلِ ثَرَا قَضِي حَاجَتِي وَحَوَائِجِ الْمُسْلِمِيْنَ پھر پڑھے۔ وَمَا اَنْتَ نَا
 عَلَى قَوْمِهِ تَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَرَنِيْ الْعَلِيْمِ ۲۲ دفعہ اس دعا کو تکرار
 کرے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْوَاسِعِ السَّابِعِ مَا تَقُوْ بِه

عَنْ جَمِيعِ خَلْقِكَ بِرُءُوسِهِ وَالْقَمَرِ قَدْ رَفَعَهُ مَنَازِلَ تَافِي ضَلَالٍ مُّشِينٍ
اور دس دفعہ تکرار کرے۔ پھر پڑھے۔ وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنْتُمْ
صَادِقِينَ تَاسَلَامٌ قَوْلًا مِّنَ الرَّبِّ الرَّحِيمِ۔ ۱۶ دفعہ تکرار کرے۔ پھر
یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰى اَفَاتِ الدُّنْيَا وَفِتْنَتِهَا وَمِنْ شَرِّ
الْاَعْدَاءِ وَالطَّاعِنِينَ وَالْحَاسِدِينَ وَمَكْرِهِمْ وَمِنْ شَرِّ النَّفْسِ
الْاَمَّارَةِ وَالْاَعْدَاءِ وَالظُّلْمَةِ وَالشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَعَارِ اَتِهَمُ
بِحَقِّكَ الْمُرُوكَهِ لِعُصْ وَطَلِّهِ وَنَسِيْنِ وَنَ وَالْقَلَمِ وَحُمُصْتَقِي وَ
بِحَقِّكَ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ تَا اَخْرَجْتَكَ وَبِحَقِّكَ اَمِنْ الرَّهْوَلِ
تَا اَخْرَجْتَكَ وَبِحَقِّكَ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ تَرَّلَ عَلَيْكَ اَلْكِتَابِ
تَا عَزَّيْزٌ ذُو الشَّعَامِ وَبِحَقِّ قُلِ اَللّٰهُمَّ مَا لَكَ اَلْمَلِكُ تَا بَعْدَ حِسَابِ
پھر پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ حَقِّكَ وَبِحَقِّ وَحَدِّكَ وَبِحَقِّ عِزَّتِكَ
يَا ذَا الْجَلَالِ وَبِحَقِّ قُلِ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تَا اَخْرِجْهُ پڑھے۔ اَنْضِ
حَاجَتِي وَاسْتَجِبْ دَعْوَتِي وَاَكْرِمْ نِي بِقَضَاءِ هَذِهِ الْحَاجَةِ وَالْحَاجَاتِ
كُلِّهَا وَلَا تُخَيِّرْنِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ بِرُءُوسِهِ پڑھے۔ وَامْتَنَّا لِيَوْمِ
اَيُّهَا الْخَيْرُ مَوْتِ تَا عُدُّ وَمُسِينِ۔ پھر دس دفعہ پڑھے۔ وَابْنِ اَعْيُدُّ وَفِي
هَذِهِ اَصْرَاطِ مُسْتَقِيمِ تَا وَفَرَانِ مُسِينِ پھر پڑھے۔ لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ
حَيًّا جب وَذَلَّلْنَا لَهُمْ يَرْبِيْعِي۔ تو اس کو دس دفعہ
تکرار کرے۔ پھر مِنْهَا مَرْكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ سے پڑھے جب اَوْ
لَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقَادِرٍ عَلٰى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ
بَلٰی يَرْبِيْعِي۔ سر سجدہ میں رکھ کر اور خوب سوز و گداز سے کہے یٰلَ اَنْتَ
قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يَّفْعَلَ بِيْ كَذَا كَذَا اور جو حاجت ہو زبان سے کہے۔
اور پھر سورہ کو ختم کرے۔ پھر پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَخَذْتُ ابْصَارَكُمْ
پھر یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ يٰ مُسَيِّبُ سَبِّبْ تَا اَخْرِجْ

(نوٹ) وقت مقرر کر کے پڑھے۔ یا نماز صبح سے اول یا بعد بلاناغہ ۴۱ روز۔ اور اس کے خواہ بہت ہیں۔ فقط (اتر دوا میا لوی عامل)

چوری کا مال کُلم شدہ حاصل کرنیکا عمل

جس شخص کی کوئی چیز چوری ہو جائے۔ اور سرخ تک نہ ملے۔ اور پولیس اپنی تگ و دو کر کے رہ جائے۔ اس کو چاہیے کہ نماز عشا پڑھے۔ وتر سے پہلے ایت یا بُنّی اِنھَارنْ تَنْتْ مِقَالْ حَبَّہٗ مِنْ خَوْذِلْ قَتْلَنْ فِی مَحْزَرِہٖ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِہَا اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ کَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ایک سو پچیس بار پڑھے۔ اور پھر وتر پڑھ کر دعا مانگیں۔ انشاء اللہ چوری کا مال مل جائے گا۔

قضائے حاجات کا عمل

بعد نماز خفتن جب لوگ سو جائیں۔ تو با وضو دو رکعت نفل قضائے حاجت پڑھیں۔ چار سجدے ہیں۔ ہر ایک سجدہ میں آیت کریمہ لا الہ الا انت سبحانک اِنّی کنت من الظالمین ۴۰-۴۱ دفعہ پڑھیں۔ اور نماز ختم کر کے دعا مانگیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ اور حاجت روا ہوگی۔ فقط

سائن کا منہ بندھنے کا عمل

جب گھر سے نکلے۔ تو آیت سلام علیک تو ج فی العالمین ۷ دفعہ پڑھ کر سینہ

اور آگے چھونک دو۔ پس ساتپ کا منہ بند ہو جائیگا۔ پھر اگر اس پر پاؤں بھی رکھ دو گے۔ تو ہرگز نہ کاٹے گا۔

بواسیر کا مجرب صوب

یہ ایسا دھوپ ہے کہ کئی ایک مریض اس مرض سے تنگ آ کر ڈاکٹروں کے پاس پریشن کے لئے جو گئے۔ تو پھر نیت اس علاج کی نہ رہی۔ پھر انہوں نے اس فیکری ٹوکھ پر عمل کیا۔ تو بالکل اچھے ہو گئے۔ اور مرض کا نشان تک نہ رہا۔ میں رفوہ عام کے لئے یہ تحفہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں ذی حاجت استعمال کریں۔ اور فیکر کو دعائیں دیں۔

نسخہ یہ ہے۔۔ ایک مٹی کی ٹانڈی میں بکری کی میگنیں آگ کے پتر ڈالکر ابالیں جب چند ایک اُبالے آجائیں۔ تو اینٹ کے پاؤں پر بیٹھ کر ابالیں۔ اول پانی علیظ نخل جانیگا۔ اور پھر موہ کے اندر کے بھی نکال کر چھڑ جائینگے۔ یہ ہے۔ وہ اکیس نسخہ جس نے پریشن کی بھی حاجت نہ رہنے دی۔

فا حفظوا فان هذامن الامسا

نزلہ و زکام کا اکیسویں نسخہ

مجھے چند سال سے یہ موزی مرض پیچھے پڑ گئی۔ کہ سال بھر میں کسی وقت بھی چین نہ آتا۔ ذرا گرمی لگی تو زکام و نزلہ ذرہ سردی لگی تو زکام و نزلہ ہو گیا سینکڑوں دسی اور دلائی و دوائیں کیں لیکن آرام نہ ہوا۔ میوہسپتال لاہور میں اپنا ملاحظہ کر لیا۔ تو لائق ڈاکٹر نے ناک کے اپریشن کا مشورہ دیا۔ لیکن مجھے ناک کا اپریشن پسند نہ آیا۔ ایک فقیر نے یہ نسخہ بتایا چسپ کار بند ہونے سے امداد نے مجھے شفا بخشی

خدا اس کا بھلا کرے۔ نسخہ یہ ہے:-

ایک چھٹانک پوسٹ کے ڈوٹے سالم لیکر ڈیڑھ سیر پانی میں بھگو دیں
۳۰ یا ۴۰ گھنٹہ کے بعد ان کو جوش دیں۔ پھر ان کو مل کر صاف کر کے پانی کو تار
لیویں۔ اور ان میں قریباً آدھ سیر تین پاؤ چتے بران کی دال ڈال دیں۔ اور پڑا
رہنے دیں۔ حتیٰ کہ پانی جذب ہو جائے۔ اگر زیادہ پانی ہو۔ تو دال اور ڈال
دیں۔ خرچ نہیں۔ خشک ہونے پر اس دال کو پیکر کھاڈ ملا کر رکھ چھوڑیں۔
اور نزلہ و زکام کے ایام میں اس سفوف کو استعمال کریں۔ انشاء اللہ میرض
جاتا رہے گا۔

تشکر و امتنان

حسب ذیل حضرات نے اس ماہ کے رسالہ کی ترقی اشاعت میں حصہ لیکر

ممنون فرمایا:-

قاضی غلام احمد صاحب کپوال، خرمیاریہ۔ مولانا محمد نصیر الدین صاحب بگوی
علامہ انیس قاضی غلام شاہ صاحب میونسپل کمنشنر کپوال نے ۵ خرمیاریوں کا
چندہ بھجوانے کا وعدہ فرمایا۔ جمہور غلام مہدی خان اڈھروال۔ ۱
مفتی انتخار الدین صاحب ڈی۔ او چک لالہ اور ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب
میڈیکل آفیسر کال نے پانچ پانچ روپیہ رسالہ کو اردو کے لئے ارسال فرمائے۔

کیفیت کارکردگی

ماہ اگست ۱۳۲۲ء میں مولوی عبدالرحمن صاحب مبلغ نے کوٹ مومن چک

جنوبی۔ چک ۴ جنوبی۔ چک ۵ جنوبی۔ لیلیائی چک ۶ شمالی۔ چک ۷ شمالی۔

چک ۱۵ شمالی۔ چک ۱۸ شمالی۔ چک ۱۹ شمالی۔ چک ۲۲ شمالی۔ چک ۲۵ وغیرہ کا

دورہ کیا۔ ہر جگہ لوگ ان کے تبلیغی موعظ سے محفوظ ہوئے۔

دارالعلوم عزیزیہ میں اس وقت تعداد طلبہ ۷۰ سے زیادہ ہو چکی ہے تعلیم و تدریس کا کام نہایت عمدہ طریقہ سے جاری ہے۔ بعد نماز فجر قرآن مجید کے ترجمہ کا درس باقاعدہ ہوتا ہے جس میں شہر کے کاروباری آدمی بھی شریک ہوتے ہیں۔ (مدیر)

جدید معنی

۱۔ چہ چیز است آنکہ او وقت بہاں را باید روشنی از چشم یاراں
اگر آں را صحیح و راست خوانی بود دور آں چو یغیہ آسمانی
اگر خوانی مقرب کردہ آں را بود نزدیکے معشوق جاں را
(خان محمد صاحب گھڑی ساز پیٹھ اور خان)

۲۔ وہ کیا چیز ہے جو صبح کو چار پاؤں سے۔ دوپہر کو دو پاؤں سے
اور شام کو تین پاؤں سے چلتی ہے۔

(از عبد الرشید صاحب فرنگ لاہور)

۳۔ یارین در آب عزت ماندہ است من غریم در زمستان تھار
(مولوی ابوسعید محمد شفیع صاحب خوشتاب)

۴۔ چشم بکشا زلف شکن جان من بہر شکن دل بریان من
(مولانا ابوسعید محمد شفیع صاحب خوشتاب)

۵۔ خذ المیمین من میم ولا تنقط علی اھم

فادر جہ فصار اسم لمن کان بہ فخری

(از مولانا ابویوسف محمد شریف صاحب کوٹلی لوہاراں)

۶۔ ما اسم طیر اذا انطقت بحجر منہ مبدل کان ماضی فعلہ

واذا ما قتلته فهو فعلی طریبا ان اخذت لغزی مجله
(از مولوی سید محمد سعید شاہ صاحب ہندو وال)

معمروں کا حل

اشاعت گزشتہ میں جو معے درج کئے گئے تھے۔ ان کے حل کنندگان کے اسماء درج ذیل ہیں:-

۱۔ لگ لگ کہوں تو نہ لگے مت لگ کہوں تو لگ جائے

حل۔ لب

حل کنندہ:- خان محمد صاحب گھڑی ساز پنڈ دادن خان۔ ابوالنور مولوی

محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں۔ ابوسعید مولینا محمد شفیع صاحب۔ خوشاب

۲۔ مگس کو باغ میں جلانے نہ دیجے کہ ناحق خون پروانہ کا ہو گا۔

حل:- شہد کی مکھی کو باغ میں نہ جانے دیجے۔ اگر وہ باغ میں گئی۔ تو پھولوں کو چوسگی۔ اس سے شہد بنے گا۔ اور موم۔ پھر موم سے مٹی یعنی شمع

تو شمع جلنے سے پروانہ کا خون ہو گا۔ مکھی کو باغ سے بند کر دو۔ نہ جائے۔

نہ موم بنے۔ اور نہ پروانہ کا خون ہو۔

حل کنندہ:- ابوالنور مولوی محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں۔ ابوسعید مولینا

محمد شفیع صاحب خوشاب۔ مولوی عبدالرشید صاحب فرنگ۔ خان محمد صاحب

گھڑی ساز پنڈ دادن خان۔

۳۔ ضمیر آگاہ پرسم از تو نغزے۔ جو البش گرد ہی از روئے فطرت

چہ چیز است آں ورا اگر است خولی۔ بود در باغ اے صاحب کرامت

وگر خوانی تو قلبش کردہ آں را۔ بود بر آسماں اے ماہ حکمت

حل:- گل لالہ۔ اس کو قلب کریں۔ تو ہلال بنتا ہے۔

حل کنندہ۔ مولوی سید محمد سعید شاہ صاحب نند وال۔

مولانا محمد شفیع صاحب خوشاب۔ ابو النور مولوی محمد بشیر صاحب کوٹلی لودراں
ستری خان محمد صاحب پنڈو داؤخان۔ (حل گویم ابن عمر ابرہ صاحب کمال۔
لالہ اندر بلغ قلبش بزکات باشد لال)

۷۔ ما اسم قوت یغزی کا دل خوف۔ منہ بزر بطیبہ مشہورہ
نثر تصنیفها لثانیہ ماوی۔ ولنا هر کتب و یاقبہ سورہ
(از سید محمد سعید شاہ صاحب نند وال ضلع گجرات)

استفسارات

اس عنوان کے ماتحت خدیوان کے سوالات درج ہو کر ہیں گے ہر خط
کا ایک سوال مفت درج ہوا کریگا۔ علمائے کرام و اہل علم و نظام و
دیگر قارئین اس سوالات کے جوابات تحریر فرما کر خلق خدا کی بہتری و نفع
میں حصہ لیا کریں۔ جوابات دفتر شہد الاسلام میں بغرض اشاعت ارسال
کئے جائیں۔ (مدیر)

- ۱۔ یہاں رسم ہے کہ بعد از ادائے نماز جنازہ مٹا ایک دوسری دعا پڑھی جاتی ہے۔
اس کا اصل حکم شرح کیا ہے؟ (فضل کریم صاحب بھاگو وال)
- ۲۔ شریعت نے فیروج کو حلال اور مردار کو حرام کیوں قرار دیا ہے؟
(مخدوم عبدالقیوم۔ چک مجاہد)

۳۔ عرصہ قریباً تین ماہ کا ہوا ہے کہ مجھے شکم زانو میں خارش ہوئی۔ ادھیپ
پڑ گئی۔ کوئی اس کو چنبیل کہتا ہے تو کوئی داو۔ کوئی خارش کہتا ہے۔ تو کوئی خون
کا گچھاڑ۔ ایک لائق ڈاکٹر اس کو داو کہتا ہے۔ میں اس کے ہر قسم کے علاج دیسی
انگریزی کر چکا ہوں۔ لیکن مرض کا قلع و قمع نہیں ہوا۔ اچھی ہو کر پھر کھنپیاں سفید

منہ کی نکلتی ہیں جن سے سخت درد ہوتا ہے۔ ان میں پیپ بن کر پھر زخم ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ کوئی صاحب اس کا علاج یا مجرب فقیر کی کمک نہ تجویز فرمائیں؛
(از مولیٰ سید کرم حسین شاہ صاحب)

نقصان عظیم!

ماہواری رسالہ شمال اسلام کو جاری ہوئے اڑھائی سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے۔ اس عرصہ میں ایک ہزار روپیہ کے قریب اس میں خسارہ ہو چکا ہے۔ حزب ۵۱ نصارہ کے غریب کارکنوں پر یہ ایک ناقابل برداشت بوجھ ثابت ہو رہا ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے جملہ قارئین کی خدمت میں پرزور درخواست ہے۔ کہ اس کی توسیع اشاعت میں حصہ لیکر ثواب دارین حاصل کریں۔ ہر خریدار اپنے حلقہ اثر سے کم از کم دو یا ایک جدید خریدار کا چندہ بذریعہ منی آرڈر ایک ماہ عرصہ میں بھجوا دے۔ اور اپنا زچہ مباد ختم ہونے پر بذریعہ منی آرڈر بھیج دیا کریں۔ وی پی کا طریقہ سخت نقصان دہ ہے۔ گزشتہ سہ ماہی میں ۲۶۳ روپیہ پی واپس آنے سے حصہ کے خرچہ ڈاک کا خسارہ ہوا۔ وی پی واپس کرنے والے بہت بے رحمی سے کام لیتے ہیں۔ اس لئے آئندہ کے لئے وی پی سسٹم سے حتی الوسع احتراز کیا جائیگا۔ خیر و فیاض اصحاب ایک ایک آنہ کے آٹھ ٹکٹ لفافہ میں ڈال کر بطور امداد بھیج دیں۔ اور دارالعلوم غزنیہ بھرہ کی مالی امداد کے لئے اپنے احباب وغیرہ سے جمع کر کے ارسال فرمائیں۔ جو صاحب رسید بک کی ضرورت محسوس کریں۔ وہ رسید بک طلب فرمائیں۔ امداد کی فوری ضرورت دپیش ہے۔ (عاجز مدیر)

مقتضیٰ

خطبات عرشی

عاجلایاب مولانا مولوی حکیم مرزا محمد زید صاحب عرشی نے خطباتِ نابینا کو کے ایک اہم ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔ مردِ جہ خطبات میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا۔ جو زمانہ حافروہ میں مفید ثابت ہو سکتا۔ اس میں سال بھر کے انچال جموں اور دونوں عیسویوں کے لئے اکاؤنٹ بھری خطبے فصیح و بلیغ شریعی اور جرئتِ نظم اردو میں دیئے گئے ہیں۔ اردو نظمیں نہایت ہی اعلیٰ پایہ کی اور احادیثِ معتبرہ کا ترجمہ ہیں۔ ہر نظم کا بحر و وزن بھی درج ہے۔ لکھائی اعلیٰ خصوصاً عربی کی گھائی نہایت واضح و خوشخط ہے۔ کاغذ عمدہ چھپائی دیرہ زیب۔ حجم ۱۶۸ صفحہ قیمت عمر مصنف مدوح سے از مقام و حصول ریاست اناجھ سے طلب کریں۔

ذکر ولی

حالاتِ کرامات و ملفوظات مقبول بارگاہ احمد حضرت قبلہ خواجہ احمد صاحب سیرتِ رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ حضرت خواجہ غریب نواز اللہ بخش تونسوی قدس اللہ سرہ العزیز مولفہ مولوی سید کریم حسین شاہ صاحب دوا لیا لوی۔ حجم ۱۰۰ صفحہ تحریر عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی۔ اللہ دے کی زبان سے نکلے ہوئے پر اثر کلمات سے مزین ہے۔ قیمت ۶۰ ملے کا پتہ:- مولوی سید کریم حسین شاہ چوہا سید شاہ ضلع جہلم

اظهار حق

اس نام کا ایک رسالہ مولانا مولوی سید لعل شاہ صاحب دوا لیا لوی نے شیعوں کے تین سوالات کے جواب میں تحریر فرمایا ہے۔ اس رسالہ میں مدلل طریقہ سے خرگوش کے حلال ہونے پر حضرت امیر معاویہؓ کے فضائل۔ اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت ۱۰۰

باسمہ ذک کا قضیہ معروف بہ مکالمہ سننی و شیعہ۔ مولفہ مولانا مولوی سید لعل شاہ صاحب دوا لیا لوی۔ اس موضوع پر نہایت مدلل و جامع رسالہ ہے۔ قیمت دو پیسہ۔

شیعہ الہی بفرقہ سبیلی فقہ حنفی پر شیعوں کے اعتراضات کا جواب دینے کے بعد مذہب اہل تشیع کے گھناؤنے و گندے مسائل درج کئے گئے ہیں۔ مولفہ مولانا سید لعل شاہ صاحب دوا لیا لوی۔ ہر مسئلہ مذکورہ بالا مسائل کے ملے کا پتہ:- مولوی سید کریم حسین شاہ چوہا سید شاہ ضلع جہلم

مسلمانوں! تمہیں معلوم ہے دنیا میں کیا ہو تم؟

(رازشیں)

مسلمانو! تمہیں معلوم ہے دنیا میں کیا تم ہو؟
 زمین آرزو تم ہو۔ سپر مدعا تم ہو۔
 تمہارے دم سے وابستہ ہے زینتِ بزمِ عالم کی
 گلستانِ جہاں میں صورتِ بادِ صبا تم ہو۔
 تمہارے خلق سے پیدا ہوئی تہذیبِ انسانی۔
 تمدن اور شہریت کی گویا ابتدا تم ہو۔
 شاکر امتیازِ ماد تو اسبِ رک ہو جاؤ۔
 کہ تعمیرِ اخوت کی بہت اچھی بنا تم ہو۔
 تمہارے ایک ہونے میں ہے چارہ دردِ قومی کا
 بہمِ بل بیٹھنے سے آپ ہی اپنی دوا تم ہو
 تمہیں غیروں کے ملنے سے ہے بہتر اتحاد اپنا
 حبیبِ کارواں خود تم ہو آوازِ درا تم ہو۔
 اٹھا دو! ہاں اٹھا دو! اجتماعِ غیرِ کدل سے
 خود اپنی حاجتوں کے آپ ہی حاجت روا تم ہو۔
 جبراً کہتے ہو اپنے آپ کو اچھا نہیں کرتے
 تمہیں یہ فخر کم ہے! اُمتِ خیرِ اولیٰ تم ہو۔
 بیدار ہے سوزِ باہمتِ مردانہ گردِ دیدن
 سرِ شمعِ عمل چوں طینتِ پردانہ گردِ دیدن

مرآۃ الانصار فی الاسلام

اگر آپ دین اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ تو حزب الانصار کی امداد کیلئے ملاحظہ فرمائیے۔ اس کے رکھنے والوں کے متعلق اشاعت کو اپنا فرض سمجھئے۔ عرصہ درازی سے جماعت نہایت خاموشی کے ساتھ سرگرم عمل ہے۔ دینی تعلیم کیلئے اعلیٰ پیمانہ پر جامع مسجد بھیرہ میں دارالعلوم عزیز یہ قائم ہو چکا ہے۔ ماہواری رسالہ شمس الاسلام اور مبلغین کے ذریعہ احکام اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ دیہات کی جاہل مسلم آبادی کو رستم رواج کی بندشوں سے آزاد کرانے اور انہیں روافض و مرزائیت کے دام ترویج سے نجات دلانے کیلئے نہایت سرگرمی سے کام ہو رہا ہے۔ بھیرہ میں ایک عالیشان وقفی کتب خانہ (لائبریری) کا قیام زیرِ تجویز ہے۔ مفصل حالات بذریعہ خط و کتابت معلوم ہو سکتے ہیں۔

شمس الاسلام کا خریدار بننا یا اس کی اشاعت و تبلیغ کرنے میں امداد دینا ایک اسلامی خدمت ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ حزب الانصار کو رسالہ کے مالی مصارف سے جلد از جلد سبکدوش کر دیں۔ حزب الانصار کے تمام کارکن مفت کام کر رہے ہیں۔ صرف طباعت و کتابت و کاغذ کے مصارف پورا کرنے کیلئے جدوجہد سے کام لینا پڑتا ہے۔ یقین جانئے کہ رسالہ کا ہر ادائیگی جگہ جانا ایک مکمل عالم مبلغ اور مناظر کے جانے کے برابر ہے۔ کم از کم کوئی گاؤں ایسا نہیں ہے کہ جہاں رسالہ نہ جاتا ہو۔ اہل وہ و اہل محلہ چندہ کر کے اپنے امام مسجد کے نام جاری کریں۔ ایسے امانت مساجد کا فرض ہے۔ کہ رسالہ کے مضامین سے مسلمانوں کو آگاہ کر دیا کریں۔

(منیجر :- دفتر رسالہ شمس الاسلام بھیرہ پنجاب)

A decorative flourish or ornament, possibly a stylized floral or scrollwork design, centered below the text.

و فرستادہ شمس الاسلام پھر وہ میں مندرجہ ذیل تبلیغی کتب کے فروخت اور وقت موجود رہتی ہیں
ان وقت انہیں مناد اگر فروخت تقسیم کر کے خدا کی بارگاہ سے اجر عظیم حاصل کر کے اپنے
کن ملک بھیج کر یا تیریہ دی پی جلدی طلب کریں اور فلاح داریں خدا پرستوں کو

بارقہ ضیغیہ
میں انیس کی بار ناز کتاب
تفہیات پر محققانہ نظر
قیمت ۴۰

فتاویٰ حبنا الحنفیہ
ہندوستان و پنجاب کے صدر مفتی
ناظم فقہ قسطنطنیہ و زبیر اہل اہل
میرزا یار و افغان غفرہ
جلت ۵

حقیقہ شیعہ
نہایت کے سرستہ ازون
کاماتخلاف مذہب شدید
کی حیرت مندی و ترقی
و ترقی و ترقی و ترقی

ائینہ نازیب
 شیونازیب کے اصول و
 فروع کا مجموعہ نہایت مفید
 کتاب ہے

عالمی جواہر
سال ۲۰۱۱ء
کچھ دنوں میں موجود
کچھ دنوں میں موجود
کچھ دنوں میں موجود

شیر کا ایک سالہ انور جا
کار و محصول ایک لکھ و ارب کا
کس بھکار مفت طلب
بستر

سما ع الارار
مسلمه سماعي بمقتضى فصول
بشار كتب اخلاص فق و
تقصير اسم اقر مسلمه
روى في اللفظ

اسلامی سیرت الیال
زکوٰۃ و صدقات و عشری
متعلق سنت فقہ کا خلاصہ
تمام مسائل کا مجموعہ
آفت ۲

مكتبة + منبر رساله شمس السلام (مجموعه نوبت)